



# شدائے خلافت

[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

28 جمادی الثانی تا 5 ربیعہ 1443ھ / 7 فروری 2022ء

مسلسل اشاعت کا  
31 داں سال

تanzeeim اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظام

## دنیا کی محبت

آخرت اور قیامت کے انکار کا ایک بڑا سبب دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی محبت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿كَلَّا أَبْلَىٰ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۚ وَتَنْذِرُونَ الْآخِرَةَ ۚ﴾ (القینۃ)

”ہرگز نہیں! بلکہ تم لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو!“

یعنی تمہاری گرامی کا اصل سبب یہ ہے کہ تم عاجلہ کی محبت میں گرفتار ہو، اور اس کے پرستار بن گئے ہو۔ لفظ ”عاجلہ“ عجلت سے بنتا ہے، اس سے مراد ”دنیا“ ہے۔ اس لیے کہ اس کا نفع بھی فوری اور نقد ہے اور نقصان بھی فوری اور نقد۔ اس کی لذتیں بھی بالفعل محسوس ہوتی ہیں اور اس کی کلفتیں بھی فوری اثر کرنے والی ہوتی ہیں۔ تم اس عاجلہ سے دل لگانے ہوئے ہو اور آخرت کی زندگی کو نظر انداز اور فراموش کئے ہوئے ہو۔ یہاں عاجلہ کا لفظ استعمال کر کے اس حقیقت کی جانب توجہ مبذول کرادی گئی کہ اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ فوری لذتوں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور فوری آسانشوں کو قربان نہیں کر سکتے، وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اس کے برعکس جنہیں آگے بڑھنا ہوتا ہے اور جو دو راندیش اور دو رین ہوتے ہیں وہ فوری راحت و آرام کو تجھ دیتے ہیں اور سخت محنت کرتے ہیں یہاں تک کہ راتوں کو جاگتے ہیں تاکہ اپنے دنیوی کیریز کو روشن بنائیں۔ بالکل اسی طرح جو لوگ دنیا کی فوری لذت اور عیش و راحت کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، جو اس عاجلہ (دنیا) کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اس عروض ہزار داما دی کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ لکتا ہے کہ وہ آخرت سے غافل رہتے ہیں اور اللہ کی جناب میں محاسبہ کے لیے کھڑے ہونے کو فراموش کر دیتے ہیں، وہ آخر دنیوی زندگی میں لا محالہ ناکام اور خائب و خاسر ہو کر رہیں گے۔ لیکن افسوس کہ انسان مختصری حیات دنیوی میں تو مستقبل سے غافل نہیں ہوتا، لیکن آخرت کی ابدی زندگی سے غافل رہتا ہے۔

قرآن کریم کا منتخب انصاب  
ڈاکٹر اسرار احمد

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل  
پاکستانی معیشت.... (انسداد سود کی جدوجہد-2)

## اپنے شمارے میں

سانحہ مری اور ہمارا قومی طرزِ عمل

عارضی مشقت: دائی شاہانہ زندگی

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل  
پاکستانی معیشت.... (انسداد سود کی جدوجہد-2)

بدترین انسان کی پہچان

..... فریاد و فغاں ڈوب گئی!

حضرت خولہ خلیلہ بنت ازور (52)



الحمد لله (971)

کاظم الدارمی

## اللہ کے سوا کسی پر بھروسائی ضرورت نہیں

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ ﴿٩﴾ إِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آیات: 58، 59

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَسِنِ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ طَ وَ كَفِ بِهِ بِدْنُوبِ عِبَادِهِ  
خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةٍ أَيَّامٍ ثُمَّ  
اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ۗ الَّرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهِ خَبِيرًا ۝

**آیت: ۵۸** «وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَسِنِ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ط» ”اور آپ توکل کیے رکھئے اُس زندہ جاوید ہستی پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی، اور اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے۔“  
«وَ كَفِ بِهِ بِدْنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝” اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیے کافی ہے۔“

کافروں کی سمجھیں کہ ان کے کرتوتوں کو کوئی دیکھنہ نہیں رہا ہے۔ وہ اللہ جو الحی اور القيوم ہے اپنے بندوں کے حال پر ہر آن نظر رکھے ہوئے ہے۔ ان لوگوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک بات جواب دہی کے لیے اُس کے ہاں ریکارڈ ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اہل ایمان کے نیک اعمال کی بھی ایک ایک تفصیل لکھی جا رہی ہے تاکہ انہیں ان کا بھرپور بدلہ دیا جاسکے۔

**آیت: ۵۹** «نَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةٍ أَيَّامٍ ثُمَّ  
اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ۗ» وہی کہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے چھوٹوں میں پھر وہ متمکن ہو گیا عرش پر۔“

«الَّرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهِ خَبِيرًا ۝” ”وہ رحمن ہے! تو پوچھو! وہ اس کے بارے میں کسی خبر رکھنے والے سے۔“

اللہ تعالیٰ کی صفات اور شان کے بارے میں جانتا چاہتے ہو تو کسی صاحب علم سے پوچھو! جب کبھی انسان اپنے متعلق سوچتا ہے یا اس کائنات کی تخلیق کے بارے میں غور کرتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ کوئی تو ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے خالق کے بارے میں جانتا چاہتا ہے اس تک رسائی چاہتا ہے اسے پانا چاہتا ہے۔ یہ سوچ اور یہ تجسس انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ انسانی فطرت کی اسی آواز کو کسی شاعرنے الفاظ کے قالب میں اس طرح ڈھالا ہے:-

مجھ کو ہے تیری جستجو مجھ کو تری تلاش ہے  
خالق مرے کہاں ہے تو؟ مجھ کو تری تلاش ہے!

## تواضع کی حقیقت

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حَمَارٍ ۖ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۚ (۱۷) إِنَّ اللَّهَ  
أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّىٰ لَا  
يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَىٰ أَحَدٍ وَلَا يَتَبَغْضِ  
أَحَدٌ عَلَىٰ أَحَدٍ) (رواہ مسلم)

حضرت عیاض بن حمار رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو اور منکر المراجح بن کر رہو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اپنی بڑائی نہ جتا ے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے اور نہ کوئی کسی کا حق مارے۔“

**تشریح:** اس حدیث میں تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ مومنوں کی اخلاقی صفات میں سے ایک بہت بلند پایہ اخلاقی صفت ہے۔ ”تواضع“ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے سے کم مرتبہ لوگوں کو حقیر نہ کجھے اور ان پر زیادتی نہ کرے بلکہ ان سے برادرانہ بر تاؤ کرے۔ ذی مرتبہ لوگوں اور افراد حکومت کو سب سے زیادہ ”تواضع“ کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ ریاست کے باشندوں کو امن اور اطمینان کی زندگی نصیب ہو۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ انکساری سے پیش آئیں اور ایک دوسرے پر تفاخر و مبالغات سے پر ہیز کریں۔

## پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل (قسط: 14)

پاکستانی معيشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-2)

(گزشتہ سے پیوستہ) 1991ء میں جسٹس تنزیل الرحمن کی سربراہی میں فیڈرل شریعت کورٹ نے معرکہ الآراء فیصلہ صادر کیا، جس میں سود کی ہر قسم کو ربہی قرار دیا گیا تھا۔ اُس فیصلے کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بیٹچ نے سردخانے میں ڈال دیا۔ اس دوران بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے سود کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ پھر یہ اہم واقعہ ہوا کہ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف اور برادر خور دشہ باز شریف جو وزیر اعلیٰ پنجاب تھے، اپنے والد میاں شریف کی سربراہی میں ڈاکٹر اسرار احمد سے خصوصی ملاقات کے لیے قرآن اکیڈمی لاہور شریف لائے اور ڈاکٹر صاحب سے پختہ وعدہ کیا کہ وہ جلد از جلد ملک سے سود کی لعنت کو ختم کر دیں گے۔ لیکن ستمن ظریفی ملاحظہ کریں کہ اسی وزیر اعظم نواز شریف نے UBL کے ذریعے اس مبارک فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ بہر حال یہ فیصلہ سات (7) سال تک محدود رہا۔ بالآخر 1999ء کے اوائل میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک شریعت اپیلیٹ بیٹچ تشکیل دیا گیا جس نے کئی ماہ تک مسلسل ان اپیلوں کی سماعت کی۔ اس پانچ رکنی بیٹچ میں جناب جسٹس خلیل الرحمن خان بطور چیئرمین شریک تھے جبکہ جناب جسٹس وجہہ الدین، جناب جسٹس منیر اے شیخ، جناب جسٹس مفتی مولانا تقی عثمانی اور جناب جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی بطور ممبر شامل تھے۔ معزز عدالت نے سماعت کے دوران مقدمہ میں زیر بحث آنے والے اہم فقہی، معاشی، معاشرتی، قانونی اور آئینی ایشوؤ پر رہنمائی حاصل کرنے کے لیے فریقین کے وکلاء کے علاوہ ماہرین علم و فن سے بھی اپیل کی کہ وہ زیر بحث مسئلہ کے حوالے سے عدالت کی معاونت کریں۔ چنانچہ پاکستان سمیت اسلامی دنیا کے متعدد نامور محققین اور قانون دان حضرات نے فاضل عدالت سے تعاون کرتے ہوئے اپنی آراء اور تجویز سے تحریری اور زبانی مستفید کیا اور جدید و قدیم معاشی کتب و جرائد کے بے بہاذ خیرے میں سے اہم اقتباسات کی نقول عدالت کے ریکارڈ پر لائی گئیں۔

اس سارے مواد کی چھان پھٹک اور علماء اور وکلاء کی بحثوں کی سماعت کرنے کے بعد سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بیٹچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو عمومی طور پر درست قرار دیتے ہوئے جدید بینکاری سمیت تمام دیگر سودی قوانین کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں منوع اور حرام قرار دے دیا اور حکومت وقت کو مزید مہلت دیتے ہوئے ہدایت جاری کی کہ وہ جون 2001ء تک تمام غیر اسلامی قوانین کو نئے قوانین سے بدل کر بینکنگ سمیت دیگر معاشی معاملات کو سود سے پاک کر دے۔

## نذرِ خلافت

خلافت گی بناؤ دنیا میں ہو پھر استوار  
اگر ہیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نائب

بانی: اقتدار احمد رحمو

31 جمادی الثانی 1443ھ جلد 28  
تکمیل تا 7 فروری 2022ء شمارہ 05

مدیر مسئول / حافظ عاکف سعید

مدیر / ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون / فرید اللہ مراد

نگران طباعت: شیخ حیم الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
طبع: مکتبہ جدید پرلیس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی و فنر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونک لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800  
فون: 042 35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org  
مقام اشاعت: 36-کے ماؤنٹ ناؤن، لاہور۔  
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000  
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انگریزی، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال  
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون زگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چیز میں منتخب کیا گیا۔ جبکہ جس قاضی محمد فاروق، جسٹس ڈاکٹر خالد محمود اور جسٹس رشید احمد جالندھری کو اس بیان کا حصہ بنادیا گیا۔

اس نے تکمیل دینے کے شریعت اپیلیٹ بیان میں ہونے والی کارروائی کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ نظر ثانی کی اس درخواست پر UBL کے وکیل راجہ محمد اکرم نے 12 جون 2002ء کو بحث کا آغاز کیا۔ راجہ اکرم نے قرآن مجید کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ جدید بینکنگ کا نظام ”بع“ کے وسیع تر مفہوم پر پورا اترتا ہے، اس لیے بینک انٹرست کو باقرار دے کر منوع کر دینا درست نہیں۔ گویا یہ بات از سر نو طے کی جائے کہ بینک انٹرست ربا ہے یا نہیں.....؟ نیز انہوں نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ اسلام کے نزدیک سود کی صرف ظالمانہ شرح ہی ناجائز ہے اور سempel انٹرست ان کے بقول ظالمانہ نہیں۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ سود کی تعلیمات قانونی درج کی نہیں ہیں بلکہ اخلاقی درج کی ہیں۔ اس لیے سود کی ممانعت بذریعہ قانون نافذ کرنا انصاف کے مطابق نہیں۔

حکومت پاکستان کے وکیل رضا کاظم نے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حکومت UBL کی درخواست اور معروضات سے پورا اتفاق کرتی ہے۔ شریعت اپیلیٹ بیان اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں پر عمل درآمد ناممکن ہے۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ربا اور سود کے انتہاء سے ملک میں معاشی انوار کی پھیلی گی اور تمام کاروبار معيشت درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے سابقہ فیصلے کی تفسیخ کا مطالبہ کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ حکومت نے غیر سودی نظام نافذ کرنے کے سلسلے میں 153 اسلامی ممالک سے رابطہ کیا ہے، لیکن تمام ممالک نے یہی مشورہ دیا ہے کہ سود سے پاک بینکنگ کا نظام ناقابل عمل ہے..... بلکہ یہ بھی کہ معيشت کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا..... اور اس طرح ہم بین الاقوامی برادری سے کٹ جائیں گے..... اور ہمارا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اس مرحلے پر حکومتی وکیل نے اپنے ساتھی ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی کو بھی عدالت کے سامنے اپنی معروضات اور دلائل دینے کے لیے پیش کیا۔ ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سابقہ بیان نے قرآن و سنت کے متعدد احکامات سے انحراف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور دیگر فقهاء کے نظریات کو سمجھ کر کے پیش کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم

شریعت اپیلیٹ بیان کا یہ فیصلہ ایوان ہائے اقتدار و طبقہ ہائے استحصال کے لیے ایک شمشیر برہنہ کی صورت اختیار کر گیا اور ان تمام طبقات نے یک زبان ہو کر اعلیٰ عدالت سے ”دادرسی“ کے لیے رجوع کیا جن کے مفادات پر حرف آنے کا امکان پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ جون 2001ء آنے سے پہلے پہلے مشرف حکومت نے ایک درخواست شریعت بیان کے سامنے دائر کی جس میں فاضل عدالت سے درخواست کی گئی تھی کہ سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مزید دو سال کی مہلت دی جائے۔ بظاہر یہ درخواست حکم اتنا عی کی عرضی تھی جو جون 2001ء سے پہلے ہی UBL کے ذریعے داخلِ دفتر کروائی گئی تھی۔ چنانچہ اس عرضی کی بنیاد پر عدالت نے درخواست منظور کرتے ہوئے دو سال کی بجائے ایک سال کی مہلت دی اور ہدایت کی کہ جون 2002ء تک مطلوبہ آئینی و انتظامی اقدامات مکمل کر لیے جائیں۔ ایمانداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ حکومت وقت اپنی استدعا پر حاصل ہونے والی اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلوص نیت کے ساتھ قوانین کی تبدیلی کا کام مکمل کرتی۔ لیکن عملاً کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ کی گئی بلکہ حسب معمول سود کی بنیاد پر نئی سکیموں کا اجراء اور نئے قرضے حاصل کرنے کا اهتمام کیا جاتا رہا۔

جب عدالت کی دی ہوئی مہلت ختم ہونے کو آئی تو UBL کی جانب سے اب نظر ثانی کی ایک درخواست عدالت میں داخل کی گئی۔ اس دوران ایک بڑا واقعہ یہ رونما ہو چکا تھا کہ PCO پر حلف نہ اٹھانے کی بنا پر جسٹس خلیل الرحمن خان اور جسٹس وجیہہ الدین احمد ریٹائر کر دیے گئے.....، جسٹس محمود احمد غازی بھی ایک اور حکومتی عہدے پر فائز ہونے کی بنا پر شریعت اپیلیٹ بیان کا حصہ نہ رہے۔ صرف جسٹس منیر اے شیخ اور جسٹس مفتی مولانا محمد تقی عثمانی بطورِ فاضل حج بیان کا حصہ باقی رہ گئے۔ لیکن سماعت سے متعلق قبل ایک بڑا ”دھماکہ“ یہ کیا گیا کہ جسٹس مولانا تقی عثمانی، جو سود سے متعلق اپیل کا فیصلہ لکھنے والے جوں میں شامل تھے اور اپنی علمی و دینی وجہت کے اعتبار سے باقی تمام ججز میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، انہیں بغیر کوئی وجہ بتائے اپیلیٹ بیان سے فارغ کر دیا گیا، اور علماء نشستوں پر نئے بیان میں جناب علامہ خالد محمود اور جناب رشید احمد جالندھری کو شامل کر لیا گیا۔ اس طرح نظر ثانی کی درخواست کی سماعت جس بیان نے کی، اس میں سابقہ بیان کے شرکاء میں سے صرف جسٹس منیر اے شیخ باقی رہ گئے اور باقی تمام حضرات کی نئے ججز کے طور پر تقریبی عمل میں لا تی گئی۔ چنانچہ اس نئے بیان میں جسٹس شیخ ریاض الحسن کو بطور

عدالت اور شریعت اپیلیٹ بیان کے فیصلوں کو بھی منسخ کر دیا؟

2- اس فیصلے کا سب سے نمایاں وصف بلکہ نقص یہ ہے کہ اس بیان کے بعد صاحبان نے وہ وجوہات بیان ہی نہیں کیں جن کی بنیاد پر وہ اتنے اہم اور دُور رس فیصلوں کو کالعدم قرار دے رہے تھے۔ فیصلے میں صرف وہ بحثیں نقل کی گئیں ہیں کہ فلاں وکیل نے یہ کہا اور فلاں نے یہ۔ اور جن وکلاء کے دلائل نقل کیے گئے ہیں وہ بھی صرف وہ ہیں کہ جنہوں نے سابقہ فیصلے کے خلاف دلائل دیے۔ دوسری طرف کے وکلاء کی بحثوں اور دلائل کو قابل ذکر ہی نہیں سمجھا گیا۔ اسی طرح نہ تو دلائل کو پرکھا گیا اور نہ ہی انہیں یکجا کر کے بتایا گیا کہ یہ وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر نظر ثانی کی جا رہی ہے اور یہ یہ وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر سابقہ فیصلوں کو کالعدم قرار دینا ناگزیر قرار پاتا ہے۔ کیا اس طرح سے دیے گئے فیصلے کا کوئی تقدیس باقی رہ جاتا ہے؟

3- نظر ثانی کی ساعت کرنے والے فاضل اراکین بیان (جو PCO پر بھی حلف اٹھائے ہوئے تھے) کی اہلیت، نیک نامی اور علمی مرتبہ 1999ء کے شریعت اپیلیٹ بیان میں شامل فاضل ججز کے مقابلے میں کہیں کم نظر آتا ہے۔ عوامی رائے کے مطابق موجودہ بیان کسی بھی اعتبار سے سابقہ بیان کے پاسنگ بھی نہیں تھا۔ اس کے باوجود موجودہ بیان اخلاقی و قانونی norms کو بالی پاس کرتے ہوئے سابقہ دونوں عدالتوں کے فیصلوں کو کالعدم قرار دے رہا ہے.....، گویا نظر ثانی کی PCO عدالت شاید سپریم کورٹ کی آزاد عدالت سے بھی بالاتر کوئی عدالت تھی؟ آخر ایسا کیوں ہوا؟

4- 1999ء کے بیان نے جب ربا کے کیس کی ساعت شروع کی تو ہفتہ بھر تک وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ پڑھوا کر کورٹ میں سنایا۔ جبکہ 2002ء کی عدالت نے نہ تو ساعت کے دوران وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ سنایا اور نہ ہی شریعت اپیلیٹ بیان 1999ء کا فیصلہ سنایا گیا۔ کیا اس طرح اس فیصلے کی حیثیت قانونی اور اخلاقی طور پر مجرموں نہیں ہو جاتی؟

5- سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ اگر سابقہ عدالتوں کے فیصلے میں کچھ ناقص رہ گئے تھے تو موجودہ نظر ثانی کے بیان کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اتنے اہم سوالات کی خود ساعت کرتی اور پھر ان پر اپنا فیصلہ سناتی، ایسا کیوں نہ کیا گیا؟ اس کے برعکس سابقہ دونوں فیصلوں کی نفی کرتے ہوئے سود کے مقدمے کو دوبارہ ایک پھلی عدالت میں بھینجنے کا صاف مطلب تو یہی نظر آتا ہے کہ پھر ایک طویل عرصے کے لیے سود پر مبنی ظالمانہ غیر اسلامی نظام کو غیر معینہ مهلت دے کر اللہ بنیادی فرق ہوتا ہے۔ اپیل میں نئے سوالات کی محدود پذیرائی ہی ہو سکتی ہے مگر نظر ثانی میں نئے سوالات نہیں اٹھائے جاسکتے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ عدالت نے نہ صرف نئے سوالات اٹھانے دیے بلکہ ان نئے سوالات کی بنیاد پر وفاقی شرعی

ایک ہی لائی سے ہانکا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دعوؤں کے حق میں قرآن و سنت اور امام ابوحنیفہ کے اقوال سے واضح ثبوت فراہم نہیں کیے تاہم دعوے اس اذعان کے ساتھ کیے کہ گویا..... جو کہا ہے بالکل درست ہے۔ ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی کے بعد اثار نی جزل آف پاکستان مخدوم علی خان نے بھی عدالت کے سامنے سابقہ فیصلوں پر تنقید کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپیلیٹ بیان نے ساعت کرتے ہوئے آئین پاکستان کے آرٹیکل 29، 30، 31، 81 (F)، 81 (C)، 121 (C) میں بیان کیے گئے ضوابط کے مطابق نہ تو اپنے اختیارات ساعت کا خیال رکھا اور نہ ہی اس بات کا کہ وفاقی شرعی عدالت یا شریعت اپیلیٹ بیان کے سامنے یہ مقدمات دائر بھی کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

دوسری طرف سے جناب محمد اسماعیل قریشی، جناب جمش (ریٹائرڈ) خضر حیات اور جناب حشمت علی حبیب نے بھی عدالت کے سامنے دلائل پیش کیے اور انہوں نے موجودہ بیان کی تشکیل پر اعتراض کرتے ہوئے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ بیان آئین کے ضوابط کے مطابق تشکیل نہیں دیا گیا۔ نیز یہ دلیل بھی پیش کی گئی کہ نظر ثانی کے معاملے میں عدالت کے اختیارات بہت محدود ہوتے ہیں۔ اور جن قوانین، ضوابط اور حقائق کا جائزہ فیصلہ دینے والی عدالت عظمی تفصیل سے لے چکی ہو انہیں نظر ثانی کی آڑ میں دوبارہ نہیں اٹھایا جاتا۔ جبکہ مخالف وکلاء نے جن امور کو نظر ثانی کی بنیاد بنا�ا ہے ان سب پر تفصیل سے بحث و ساعت کرنے کے بعد ہی سابقہ فیصلے صادر کیے گئے تھے۔ یہ دلیل بھی پیش کی گئی کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر جزوی عمل ہو چکا ہے اب قانون اس پر نظر ثانی کی اجازت نہیں دیتا۔

چند دن کی مختصر ساعت کے بعد نظر ثانی کے لیے تشکیل کردہ بیان نے انتہائی عجلت میں 24 جون 2002ء کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے شریعت اپیلیٹ بیان کا 23 دسمبر 1999ء کا فیصلہ اور وفاقی شرعی عدالت کا 14 نومبر 1991ء کا فیصلہ بیک جنبش قلم منسخ کر دیا اور مقدمے کو از سر نوساعت کے لیے دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں بھینجنے کے احکامات صادر کر دیے۔ اس طرح اس عدالت نے سابقہ نصف صدی کی طویل کوششوں اور جاں گسل محتنوں کو صفر سے ضرب دے کر معاملہ وہاں پہنچا دیا کہ گویا ہنوز روزِ اول است۔

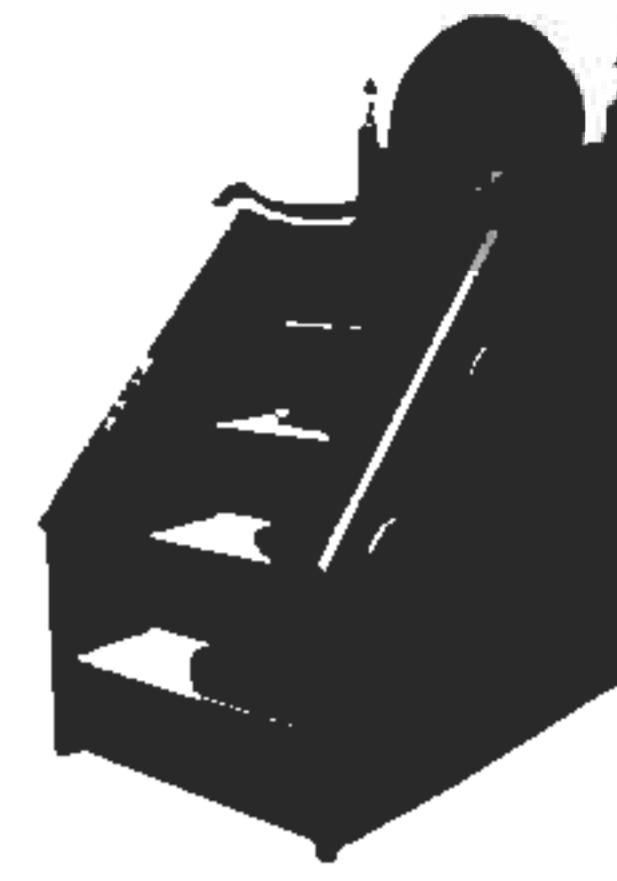
ذکور بالا تاریخی حقائق کو سامنے رکھا جائے تو چند اہم سوالات بلکہ اشکالات سراہٹھاتے ہیں:

1- سب سے پہلا اشکال یہ ہے کہ ”نظر ثانی“ اور ”اپیل“ میں ایک بنیادی فرق ہوتا ہے۔ اپیل میں نئے سوالات کی محدود پذیرائی ہی ہو سکتی ہے مگر نظر ثانی میں نئے سوالات نہیں اٹھائے جاسکتے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ عدالت نے نہ صرف نئے سوالات اٹھانے دیے بلکہ ان نئے سوالات کی بنیاد پر وفاقی شرعی



# عارضی مشقتوں کا مجھی شناہزادے گی

(سورۃ الواقعہ کی آیات 15 تا 21 کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حبیب اللہ کے 14 جنوری 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گی۔ بجائے اس کے عرب شیوخ کی طرح ہم نے اس دنیا میں آرام و سکون اور تعیش کو اپنا مقصد بنالیا۔ اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے کہ ہمیں گھر بیٹھے مل جائے گی۔ اللہ کی جنت بہر حال مشقتوں سے گھری ہوئی ہے۔ ادھر مشقتوں ہے اور ادھر آرام ہے۔ ادھر محنت ہے تو ادھر ریلیکسڈ موڈ ہوگا، تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے آمنے سامنے۔ کبھی چہرہ سامنے رکھنے کے بجائے دائیں بائیں دیکھنا بڑی بے ادبی، بد تہذیبی کی بات سمجھی جاتی تھی۔ آج کل تو سماں فون کی وجہ سے جو بے ادبی اور بد تیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوئی ہاتھ ملارہا ہے تو سماں فون پر مصروفیت چل رہی ہے۔ کوئی آپ کی طرف متوجہ بھی ہے تو سماں فون سے نظریں نہیں ہٹا رہا۔ حالانکہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں کیسا ادب سکھایا ہے؟ صحابہؓ فرماتے تھے کہ جب ہم اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ملتے تو ہمیں ایسا لگتا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو شاید ہم سے زیادہ کوئی محبوب ہی نہیں تھا۔ یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تعلیم دی ہے، ادب سکھایا ہے۔ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ماں باپ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور پچھے فون پر گئے ہوئے ہیں۔ ان کو بلانے کے لیے واکس کاں کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح شاگرد استاد کے سامنے بیٹھا ہے تو ادب کا تقاضا ہے کہ استاد کی جانب متوجہ رہا جائے، کوئی مہمان ہے تو اس کو وقت دیا جائے لیکن ہمارے ہاں ٹرینڈ چل پڑا ہے کہ اگلا ہاتھ دے تو ہاتھ نہیں ملارہے، اگلا ہم سے وقت لے کر آیا ہے، ہم دوسرا طرف بیٹھے ہوئے سو شل میڈیا پر مصروف ہیں۔ جنت میں اس طرح کی کوئی منفی سرگرمی نہیں ہوگی بلکہ جب جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کے لیے اکٹھے ہوں گے تو آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ آگے فرمایا:

فرمائے گا۔ اس دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترین کوئی شے بھی جنت کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حدیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ: ((مَا لَا عَيْنَ رَأَتُ وَلَا أُذْنُ سَمِعَتْ وَلَا حَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) (متفق علیہ) ”جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا گمان ہی گزرا۔“

ذر اتصور میں لا یئے کہ ان عرب شیوخ کے وہ عارضی گھر جن میں سال میں چند دن آکر قیام کرتے ہیں ان میں بھی انہوں نے سونے کے بیڈ اور سونے کے نلک لگائے ہوئے ہیں اور ہر طرح کا سامان تعیش موجود ہے تو اللہ کی

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد! قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ الواقعہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس سورت میں انسانوں کے ان تین گروہوں کا ذکر ہے جو روز قیامت وجود میں آنکھیں گے۔ ان میں سے سابقون یعنی سبقت لے جانے والوں کے متعلق گزشتہ نشست میں بھی ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ اسی گروہ کو مقربین کا خطاب بھی دیا گیا۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بہت پسندیدہ لوگ ہوں گے اور اللہ اپنی جنتوں میں انہیں اپنے قرب سے سرفراز فرمائے گا۔ انہی کے متعلق آگے فرمایا: ﴿عَلَى سُرُرٍ مَوْضُونَةٍ﴾ ۱۵ ﴿مُتَكَبِّرِينَ عَلَيْهَا مُتَقْبِلِينَ﴾ ۱۶ ﴿جَرَأَتْخَنْتُوْنَ پَرْ تَمِيكَ لَگَأَتْ بَيْتُھُوْنَ گَأَتْ سَامِنَةَ سَامِنَةَ﴾ ۱۷

مرتب: ابوابراهیم

وہ جنتیں جو مقربین کے لیے اللہ نے بنائی ہیں ان کے اعلیٰ معیار اور سامان زیب وزینت کیا عالم ہوگا۔ مفسرین نے کہا کہ ان کے تخت اور ان کے بیڈ بھی ایسے ہوں گے جن میں جواہرات لگے ہوئے ہوں گے، موتی لگے ہوئے ہوں گے، وہ سونے کے ہوں گے اور وہ ہیرے، جواہرات اور سونا بھی دنیا کا نہیں ہوگا بلکہ جنت کا ہوگا۔ ان عالی شان تختوں پر جنتی جن تکیوں سے نیک لگائے بیٹھے ہوں گے وہ بھی بہت عالی شان ہوں گے۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ اللہ نے شوق دلایا ہے کہ جنت کا شوق رکھنا چاہیے لیکن یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر دنیا میں ہمیں محنت کے بغیر کچھ نہیں ملتا تو اتنی عالی شان جنتیں بغیر محنت کے کس طرح مل جائیں گی۔ ان جنتوں کے لیے اس دنیا میں محنت کرنا پڑے گی، جان اور مال کی قربانی دینا پڑے گی۔ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جدوجہد کرنا پڑے

سورة الدھر میں ذکر آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جنتی کو بادشاہت عطا فرمائے گا۔ ان کا رہن سکھن بادشاہ ہوں والا ہوگا۔ ان کے لیے شاہانہ تخت ہوں گے جو ہیرے جواہرات، موتیوں اور سونے کی تاروں سے جڑے ہوں گے اور شاہانہ تختوں پر یہ جنتی ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یعنی انتہائی شاہانہ زندگی ہوگی۔ اس دنیا میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ جنہیں اللہ نے مال و دولت اور اقتدار سے نوازا ہے وہ کس قدر شاہانہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، عرب کے شیوخ کو تصور میں لائیں، ان کے واش روم کے نلکے بھی سونے کے ہیں، ان کی رہائش گاہیں، سیر گاہیں اور شکار گاہیں ایسی ہیں جن کا ہم صرف تصور ہی کر سکتے ہیں البتہ یہ دنیا کا سامان سب اسی دنیا میں رہ جائے گا۔ ذرا تصور کیجئے کہ اس شاہانہ زندگی کا کیا عالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو جنت میں عطا

**يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلَدَانٌ مُخْلَدُونَ ⑯** ”ان پر گردش کر رہے ہوں گے وہ لڑکے جو سدا اسی طرح رہیں گے۔“ مفسرین نے ایک رائے یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے جنتیوں کے لیے حوریں پیدا فرمائے گا اسی طرح خدمت کے لیے نوجوان خدمت گار بھی پیدا کرے گا جن کی عمریں ہمیشہ ایک جیسی رہیں گی۔ ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور پچھے علماء نے اس میں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ ہم گھر انوں میں لڑکوں کو ملازم رکھتے ہیں۔ جیسے ہی وہ لڑکا بڑا ہوتا جاتا ہے اور پھر ایک سُلْطَنَۃ آتا ہے کہ اس کو گھر میں نہیں رکھا جاسکتا۔ جنت میں اس طرح کا مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ جو خدمت گار لڑکے ہوں گے وہ لڑکے ہی رہیں گے اور وہ مزاجوں سے واقف ہوں گے جس شے کی ضرورت ہوگی پیش کریں گے۔ آگے فرمایا:

**بِأَجْوَابٍ وَآبَارِيقَ لَا وَكَلِّسٌ قِمْ مَعِينٌ ⑭**  
”آن بخورے، صراحیاں اور شراب خالص کے جام لیے ہوئے۔“ آن بخورے اور آفتابے ماضی کی قدیم اردو کے الفاظ ہیں۔ آج کل ان کے لیے جدید الفاظ جگ، گلاس ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب اور اس دور کے متجمین نے جگ اور گلاس کا ترجمہ کیا ہے۔ بہر حال یہ خدمت گار لڑکے خوبصورت صراحیوں اور دیدہ زیب گلاسوں میں خالص شراب پیش کریں گے لیکن وہ شراب صاف، شفاف ہوگی۔ جنت کی شراب کو شراب طہور کہا جاتا ہے۔ یعنی پاکیزہ شراب۔ فرمایا:

**لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزَفُونَ ⑮** ”(اس سے) نہ تو ان کے سروں میں کوئی گرانی ہوگی اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔“

دنیا میں تو شراب ام الخباث ہے یعنی گندے کاموں کی جڑ اور بنیاد ہے اور صرف شراب ہی نہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نشہ آور شریعت کے اندر حرام کی گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شے کی زیادہ مقدار نہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب آدمی نشے میں مست ہو جائے، تب حرام ہوتی ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ شریعت کے مسائل ہماری عقولوں سے حل نہیں ہوتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو فرمادیا ہی اصل حکم ہے۔ نشہ کا معاملہ شراب تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر وہ شے جو نشہ پیدا کرے اس کی حرمت کا حضور ﷺ نے فرمادیا۔ آج کل تو عصری

تعلیمی اداروں میں یہ پیش کی جائے گی ان کا ذکر کرتا ہے، اس کے فلیورز کا ذکر کرتا ہے، اس کی نہروں کو جاری کرنے کا ذکر کرتا ہے، اس کے سروں کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دنیا میں اس کو چھوڑ دو، دنیا میں اس سے رک جاؤ۔ اسی میں تمہارا امتحان بھی ہے اور اسی میں تمہارا بھلا بھی ہے۔ کتنی زندگیاں بر باد ہوتی ہیں، اور کتنے جرائم نشے کی حالت میں سرزد ہوتے ہیں، چاہے وہ زنا کے معاملات ہوں، چاہے راز فاش کرنے کے معاملات ہوں۔ کتنی طویل فہرست ہے ان گناہوں کی جو ایک شراب کے گندے عمل کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا کہ یہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے اندر نفرتیں پیدا کرنا چاہتا ہے، آپس میں لڑواانا چاہتا ہے، اخلاقیات سے دور کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے دنیا

پریس ریلیز 28 جنوری 2022ء

## مملکتِ خداداد پاکستان کے تحفظ میں جان شارکرنا عظیم شہادت ہے

### شجاع الدین شیخ

مملکتِ خداداد پاکستان کے تحفظ میں جان شارکرنا عظیم شہادت ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے یہ بیان بلوچستان کے ضلع کچیج میں دہشت گروں کے حملے سے پاک فوج کے دس جوانوں کے شہید ہونے پر دیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایران سے متصل باڈر چیک پوسٹ پر اس خوفناک دہشت گردی نے کئی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خطے میں ہونے والی تبدیلیوں اور اس حوالے سے پاکستان کے موقف نے عالمی سطح پر پاکستان کے دشمنوں کو متحرک کر دیا ہے اور وہ پاکستان کے سکیورٹی اداروں کو ٹارگٹ کر کے پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے سکیورٹی اداروں، میڈیا، دانشوروں اور عوام کو ایک چیز پر ہونا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس اندوہناک واقعہ کی مکمل تحقیق ہونی چاہیے اور اس کے ذمہ داران داخلی دہشت گروں اور ان کی پشت پناہی کرنے والی غیر ملکی قوتوں کو دندان شکن جواب دیا جانا چاہیے۔ تنظیم اسلامی کے امیر نے کہا کہ میں نے چند روز پہلے ہی حکومت پر واضح کر دیا تھا کہ ریاست کو چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اپنی بات کو دہراتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت کو اپوزیشن سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لینا ہو گا تاکہ ساری قوم متحد ہو کر ان دہشت گروں اور ان کے غیر ملکی پشت پناہوں کے مذموم عزائم کو ناکام بناسکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشتاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ لیکن جنت کی شراب ان تمام خراہیوں سے پاک ہوگی۔

﴿وَفَا كِهَةٌ هُنَّا يَتَخَيَّرُونَ ۚ﴾ "اور میوے جودہ پسند کریں گے۔"

ہر ایک کی اپنی پسند ہوتی ہے۔ ایک ہی ماں باپ کی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز پسند ہوتی ہے، کسی کو کوئی چیز پسند ہوتی ہے۔ اسی طرح جنتی جو چیز پسند کریں گے وہ انہیں وہاں میسر ہوگی۔ ایک جگہ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشَتَّهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَعُونَ ۚ﴾ (خم السجده) "اور تمہارے لیے اس (جنت) میں وہ سب کچھ ہوگا جو تمہارے جی چاہیں گے اور تمہارے لیے اس میں وہ سب کچھ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔"

اللہ کی جنتوں میں ہر ایک جنتی کی پسند کے مطابق نعمتوں کا انتظام ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس دنیا میں اللہ کی چاہت پر عمل کرو، ادھر تمہیں وہ ملے گا جو تم چاہو گے۔ دنیا کی اس مختصر زندگی میں اللہ نے جس چیز سے منع کیا ہے اس سے باز آ جاؤ، بس تھوڑے سے عرصہ کے لیے میرا حکم مان لو، آج اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دو تو پھر ہمیشہ تمہاری مرضی چلے گی، جو چاہو گے تمہیں ملے گا، جو مانگو گے عطا ہوگا۔ اتنا پیارا سودا۔ یہ سمجھ آجائے تو بس وارے نیارے ہو جائیں۔ تھوڑی سی زندگی میں اس کی مان لو ہمیشہ کی زندگی میں تمہاری چاہت پر عمل ہوگا۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَحِمٍ طَيْرٍ هُنَّا يَشَتَّهُونَ ۚ﴾ "اور بندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں گے۔"

تفسرین نے نقل کیا کہ کوئی پرندہ اڑتا ہوا جا رہا ہوگا اور جنتی خواہش کرے گا کہ یہی پرندہ کھانے میں اس کے سامنے ہو تو چند لمبھوں میں وہی پرندہ اس کے سامنے روٹ شدہ حالت میں موجود ہوگا۔ یعنی جو جنتی کی خواہش ہوگی وہ وہاں پوری ہوگی۔ تبھی تو جنت جنت ہے۔ جنت وہ ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ احادیث کا حاصل کہ ادھر بندہ اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ رہا ہے، اگلے لمحے اس کی خواہش کے مطابق روٹ کیا ہوا اس کے سامنے پیش ہوگا۔ اللہ اکبر بکیرا۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ صحابہ کرام ﷺ کو ان جنتوں کا یقین تھا تو وہ اپنی جانیں لٹا رہے تھے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے کس کس طرح ترغیب دلائی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: عمر! تمہیں بتاؤں نہر کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور

اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتوں کا ذکر کر کے اپنے بندوں کو اس کا شوق دلاتا ہے تاکہ اس کے بندے دنیا کی اس عارضی زندگی میں اس شوق میں رب کی بندگی اختیار کریں اور چند روزہ زندگی میں سرکشیوں اور نافرمانیوں سے باز رہیں۔ پھر دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کے دین کے لیے مصائب اٹھاتے ہیں، مشکلات کا سامنا کرتے ہیں ان کو قرآن ان جنتوں اور اس کی نعمتوں کا احساس دلاتا ہے جو صلے کے طور پر ان کے لیے بنائی گئی ہیں تاکہ وہ اس دنیا میں ثابت قدم رہیں، ایمان پر ڈٹے رہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور کا تصور سمجھے۔ مکی دور صبر ہی صبر اور مصائب کا دور تھا، مسلمانوں پر ظلم و ستم کا دور تھا اور اس دور میں آپ صحابہ کرامؐ کے ایمان کی اس کیفیت کو بھی تھوڑا سا محسوس کریں۔ سیدنا یاسر، سیدہ سمیہ، سیدنا بلال، سیدنا خباب رضی اللہ عنہم اور کچھ دوسرے غلاموں اور کنیزوں کو ذہن میں رکھیے جن پر ظلم و ستم کے پھاڑ توڑے جاتے تھے۔ حضرت یاسر اور حضرت سمیہ ہمیشہ کو شہید کیا گیا ان کے رشتہ داروں کو اللہ کے رسول ﷺ فرماتے تھے:

"اے یاسر کے گھر والو! صبر کرنا تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔"

اللہ نے رسول ﷺ کو دنیا کی فتوحات عطا فرمائیں۔ بعد میں کسری کے کنگن، روم کی فتح بھی ملی ہے۔ ادھر حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ حضور ﷺ کے وہ عظیم صحابہ جنہوں نے مکی دور میں مشرکین کے ظلم و ستم کا سامنا کیا، شہادت کا رتبہ پایا اور جنہوں نے مصائب برداشت کیے، ان سب کو اگر کسی شے نے اس پر آمادہ کیا تو ان کے ایمان اور یقین نے آمادہ کیا اور یہ ایمان ان کو قرآن کریم سے اور محمد رسول ﷺ کی تعلیم سے ملا۔ حضرت سمیہ و یاسرؓ کو شہید ہونے پر آمادہ کیا تو جنت کے شوق نے۔ قرآن مکہ میں ان ایمان والوں کو ایک اور عالم کی سیر کروارہا تھا جس کے سامنے یہ دنیا مچھر کے پر سے بھی زیادہ حقیر اور کمتر ہے۔ اللہ کی رضا مقصود ہو اور جنت کا شوق بھی رکھا جائے تو اس دنیا کی ساری مشقتوں کو جھیلنا، مصائب کو برداشت کرنا اللہ کے بندوں کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔

آگے فرمایا:

بڑے بڑے پرندے جن کی گرد نہیں اونٹوں جیسی ہوں گی، وہ اسے پی رہے ہوں گے۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا پیاری بات ہوگی، کیا خوبصورت منظر ہوگا اور کتنے خوش قسم پرندے ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اے عمر! یہ سوچو کہ وہ کتنے خوش قسم ہوں گے جو ان بندوں کا گوشت کھائیں گے۔ اگلی حدیث کم لوگوں نے سنی ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ ان کی مہماں نوازی مشہور ہے۔ وہ اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب فرشتے انسانی شکل میں آئے تو ان کے لیے بچھڑے کا گوشت روٹ کر کے لائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں یہ سوچنا چاہیے۔

"اے اللہ! ہم تجوہ سے جنت الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔" ہم بہت محروم ہوں گے اگر جنت نہ حاصل کر سکے۔ ہم بڑے بد نصیب نہ ہو جائیں اگر جنت سے محروم ہو گئے۔ ہم تو اس دنیا میں کھوئے بیٹھے ہیں، یہاں دل لگا لیا ہے، اس دنیا کے حصول کے لیے بقیہ سارے علوم کھنگاں رہے ہیں، کیا ہمیں احساس ہے کہ دائیٰ زندگی اور اس کی جنتوں کے لیے ہمیں اللہ کا سچا کلام بھی پڑھنا چاہیے؟ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝﴾ (النساء) "اور اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا کون ہوگا؟" ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝﴾ (النساء) "اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟" کیا اس سچے رب کے سچے کلام پر ہمارا یقین ہے؟ اگر یقین ہے تو پھر اس دنیا کی ساری شاہانہ چیزوں کی ہمارے لیے کوئی وقعت نہیں ہوئی چاہیں۔ ہماری نظریں اللہ کی ان عالی شان جنتوں پر ہوئی چاہیں۔ آج تھوڑی مشقت ہے، محنت ہے، تکلیف ہے لیکن وہ ان نعمتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے جو جنت میں ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ اللہ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے اور ہمیں جنت کا شوق اور اس کی طلب عطا فرمائے۔ آمین!



# اگر ہم نے اسلام ناٹھنیں کیا تو ہم تو می سطح سے بھی گرتے چلے جائیں گے ہمارا دعویارہ مروج افاضہ اسلام کے نتاؤں سے مشروط ہے: ڈاکٹر حمد حجاجی

اللہ نے حکم دیا ہے کہ امانتیں (عہدے اور ذمہ داریاں) اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ اگر ہم اس کے برعکس روایہ اختیار کرتے ہیں تو پھر خمیازے کے طور پر ظلم، ناالنصافی اور تباہی معاشرے اور عوام کا مقدر ہوگی: آصف حمید

## سanh-e-Mri اور ہمارا قومی طرز عمل کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ زگاروں کا اظہار خیال

میں آتی ہیں اور ہلاکتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اصل میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ ذمہ داروں نے اپنا کردار ادا کیا یا نہیں کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرتی آفات کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نااہل لوگوں کو مناصب دے دیے جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ ایک دیہاتی بدو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہو جائیں تب قیامت کا انتظار کرنا۔ اس بدو نے پھر پوچھا: امانتیں ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کیے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔"

اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ یہ قرب قیامت کی نشانی ہے کہ عہدے اور ذمہ داریاں نااہل لوگوں کے پاس آجائیں گی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جب آپ کسی غلط آدمی کو غلط جگہ پر بٹھادیں گے تو پھر وہ جو کچھ کرے گا وہ قیامت ہی ہوگی۔ یعنی اس سے قیامت ہی کی توقع رکھنا۔ اب اگر کوئی شخص ڈپٹی کمشنر ہے یا کوئی دوسرے سرکاری عہدے پر فائز ہے اور وہ نااہل ہے تو وہ جو کچھ بھی کرے گا تو اس کے نتیجے میں عوام کا اور معاشرے کا نقصان ہو گا چاہے قدرتی آفات آئے یا نہ آئے۔

**سوال:** ہمارے ہاں عہدیدار کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس طرز عمل کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** اس کا تعلق تصور حیات کے ساتھ ہے۔ انسان کا تصور زندگی درست ہو تو پھر انسان کے مفاد کا تصور تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر تصور زندگی یہ ہو کہ موت تک کی زندگی ہے اس کے بعد کچھ نہیں

اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔" (یونس: 44)  
اگر ہم مری واقعہ کا جائزہ لیں تو اس میں ہمارے طرز عمل اور ہماری سوچ کی عکاسی ہوتی ہے۔ اگر حکومتی الہکاروں کی بات کریں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔" (النساء: 58)

یعنی ذمہ داریاں ان لوگوں کو دی جائیں جو اس کے اہل

**سوال:** ہماری حکومتیں سانحات کے حوالے سے بہت زیادہ غفلت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ چند دن پہلے مری میں واقعہ ہوا جس میں 23 قیمتی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اس واقعہ پر حکومتی طرز عمل کیسا تھا؟

**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** قوموں کی نفیات پر وان چڑھنے میں دہائیاں لگتی ہیں۔ ہماری قوم ایک ایسے نکتہ پر کھڑی ہے کہ ہم کسی چیز کی اوزش پ لینے کے لیے تیار نہیں ہیں، کسی چیز کو اپنانہیں سمجھتے۔ ہماری ذمہ داری ہے، ہمارا آفس ہے، ہمارا پورٹ فولیو ہے، ہمارا ملک ہے، ہمارا ادارہ ہے لیکن ہم کسی کو اپنانہیں سمجھ رہے ہوتے۔ اگر ہم اپنا سمجھ رہے ہوں تو ہمارا روایہ مختلف ہو، جس گھر کو ہم اپنا سمجھ رہے ہو تے ہیں وہاں ہم کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ اگر ہم اس ملک کو اپنا گھر سمجھیں، اس ملک کی اوزش پ لینے والے ہوں تو اس کے معاملے میں بھی کبھی غفلت نہ کریں۔ درحقیقت حکومتی مشینری کا ہر ایک بندہ مری واقعہ کا ذمہ دار ہے۔ اس ملک کا ہر شہری بھی اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر ملک میں کوئی سانحہ ہو رہا ہے تو اس کو حل کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس کا تعلق ہمارے ایمان سے بھی ہے، ہمارے طرز عمل اور ہماری نفیات سے بھی ہے۔ یہ صرف سادہ غفلت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ایمان کے ساتھ بھی ہے۔

**سوال:** قدرتی آفات سے تحفظ کی ذمہ داری کسی ادارے کی ہے یا پھر یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے یا پھر ہمارے عوام لاوارث ہیں؟

**آصف حمید:** قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "یقیناً اللہ انسانوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا، بلکہ لوگ خود ہی

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہوں۔ جس پر ہمارا اعتماد ہو گا تو ایسے ہی بندے کے پاس اپنی امانت رکھوں گے۔ اسی طرح یہ ذمہ داریاں اور یہ عہدے بھی امانت ہیں۔ اگر یہ اہل لوگوں کے سپرد نہیں ہوں گے تو اس طرح سب سے پہلے اللہ کا حکم توڑا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس طرح جو ظلم جنم لے گا اس کے ذمہ دار بھی ہم خود ہوں گے، اس کا نقصان بھی ہم بھکتیں گے۔ اللہ تو ظلم نہیں کر رہا، اس نے حکم دے دیا کہ ذمہ داریاں اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ ہمارے ہاں ایک ٹرینڈ بن گیا ہے سفارش اور رشتہ کی بنیاد پر سرکاری عہدے ملائیں ہوں گے۔ حکومتی الہکاروں کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ یہ کچھ نہ کرنے کی تجوہ لیتے ہیں اور کچھ کرنے کے پیسے لیتے ہیں۔ الاما شاء اللہ! لہذا اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کی سزا پھر پورے معاشرے اور عوام کو ملتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اس سے بڑے طوفان آتے ہیں لیکن کیونکہ وہاں امانتیں یعنی عہدے صحیح لوگوں کے سپرد کیے گئے ہوتے ہیں لہذا وہ متاثرین کی بھرپور مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** آفات پوری دنیا

**﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيْوٌ يُأْوِي إِلَّا لَبَابٌ لَعَلَّكُمْ تَتَقُونَ﴾ (البقرة)**

”اور اے ہوشمندو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم نج سکو۔“

ایک کوسز املاقی ہے تو پورے معاشرے کو زندگی ملتی ہے۔ ہم وہ سزا نہیں دیتے۔ اس واقعہ میں 23 جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اگر اس کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے تو پھر حکومت ان کو برطرف کیوں کر رہی ہے، کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کا کوئی ذمہ دار ہے تو جو جانیں گئی ہیں ان کے بد لے میں اس کو بھی قرار واقعی سزا دی جائے۔ برطرف کرنا کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر وہ ذمہ دار ہے تو ذمہ داری کا تعین کیا جائے۔ کس کی کتنی غفلت ہے اور جتنی غفلت ہے اس قدر سزا دی جائے۔ مثال کے طور پر کسی ضلع کے ایس ایس پی کو یہ کہہ دیا جائے کہ اگر ضلع کے اندر کوئی ڈیکیتی ہوگی تو پرچہ تمہارے اوپر ہو گا تو ڈیکیتیاں رک جائیں گی۔ یعنی اس کی ذمہ داری کو انثور کرنے کے لیے آپ کو اس طرح کے سخت فیصلے کرنے پڑیں گے۔ اگر چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا تو چوری نہیں رکے گی۔ اسی طرح قاتل کو موت کی سزا نہیں دیں گے تو قتل نہیں رکیں گے۔ صرف ایک سانحہ نہیں بلکہ پورے ملک میں لا قانونیت کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ملک میں شرعی سزا نہیں نافذ کر دی جائیں۔ یہاں تو شرعی سزا نہیں کیا نافذ ہوں گی ہمارے قانون میں جو سزا نہیں ہیں وہ بھی نافذ نہیں ہو رہیں اور ہمارا عدالتی ڈھانچہ مجرم کو سپورٹ کرتا ہے اور جتنا بڑا مجرم ہے اس کو زیادہ سپورٹ کرتا ہے البتہ چھوٹے مجرم بھنس جاتے ہیں۔ اس پورے نظام کو بہتر بنانے کے لیے ایک ہی طریقہ ہے اور وہ نبوی طریقہ ہے۔ مدینہ میں جب ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تھی اور اس کی سفارش کی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلی قویں اسی لیے تباہ و برباد ہوں گیں کہ جب کوئی بڑا جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر (بالفرض) میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ اس طرح کے Across the board فیصلے جب تک ہم نہیں کریں گے تو ہمارا معاشرہ روز بروز تباہی کی طرف جائے گا ہم اپنی قومی سطح سے ہی نہیں بلکہ انسانی سطح سے بھی دستبردار ہوتے جائیں گے۔ اگر واپس آتا ہے اور عروج حاصل کرنا ہے تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ

اٹھاتے ہوئے ان سے ناجائز پیے لیے۔ جب انسان میں ایمان بالآخرت نہیں ہو گا تو وہ اس طرح کرے گا۔ شگر مافیا، آٹا مافیا وغیرہ سارے ہی ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔ جس کی جتنی ذو میں ہے وہ اس میں اتنا ہی مری والا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے فوری ایکشن لیا لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ایکشن کتنا کار آمد رہتا ہے آئندہ کے لیے ایسے سانحات کا سد باب کس طرح کیا جاتا ہے؟ کسی بھی جگہ کوئی ہوٹل بنتا ہے تو پوری پلانگ کے ساتھ بنتا ہے کہ وہاں پارکنگ کی جگہ تیار کی جاتی ہے لیکن مری میں پارکنگ کی جگہوں پر لوگوں نے دو کانیں بنائی ہوئی ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا کیونکہ ان سے دوٹ لینے ہوتے ہیں، وہاں کے سیاستدانوں کے مفادات ہوتے ہیں۔

ہے تو پھر ایک مختلف طرز زندگی پروان چڑھے گا۔ اگر یہ معلوم ہو کہ بعد از موت ایک اور زندگی ہے اور مجھے اصل میں اس زندگی کے لیے کچھ کرنا ہے تو پھر مفادا کا تصور مختلف ہو گا اور ہمارا طرز عمل بھی بدل جائے گا۔ مغرب میں بہت ساری اچھی چیزیں ہیں لیکن وہ اس لیے نہیں ہیں کہ انہوں نے آخرت میں اس کا فائدہ لینا ہے۔ دنیا میں اس کے بہت فائدے گنوائے گئے ہوتے ہیں، اتنی مراعات کا اعلان ہوتا ہے کہ لوگ اس فائدے کے لیے قانون کو فالو کرتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے آخرت میں اجر کمانا ہوتا ہے ان کا طرز عمل اور ہوتا ہے اور جنہوں نے دنیا میں ہی سب کچھ کرنا ہوتا ہے ان کا طرز عمل اور ہوتا ہے۔ ہم نے دنیا میں مومن ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن درحقیقت ہم نے مادیت پرستی کی زندگی اپنائی ہوئی ہے۔ یعنی ہم ہر قسم کا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور حلال اور حرام کی تمیز کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے اوپر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو آرہا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ بس آنا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ زمانہ آچکا ہے اور مجبوری کے موقع پر چونکہ زیادہ آنے کے امکانات ہوتے ہیں تو پھر ہم مجبوری کا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

## پورے ملک میں لا قانونیت کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ملک میں شرعی سزا نہیں نافذ کر دی جائیں۔

البتہ تھوڑی سی کارروائی دکھانی ہوتی ہے۔ چند سال پہلے کراچی میں فیکٹری میں آگ لگنے کا واقعہ ہوا تھا جہاں بہت سارے لوگ جل گئے تھے لیکن مجرمین کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔

**سوال:** کیا ذاتی مفاد صرف ہمارا قومی مسئلہ ہے یا کوئی عالمی مسئلہ بن گیا ہوا ہے؟

**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** شرعی لحاظ سے ذاتی مفاد من جملہ کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اخلاقیات اور سماجی آداب کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اس میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”آپ کے جسم کا آپ کے اوپر حق ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ خیرات کا سلسلہ اپنے رشتہ داروں سے شروع کریں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو جائے وہ شہید ہوتا ہے۔“

اسی طرح اپنی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو جائے وہ شہید ہے۔ یعنی ذاتی مفاد کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ لیکن ذاتی مفاد کا طریقہ کار حلال ہونا چاہیے ہرام نہیں ہونا چاہیے۔ کہا جا رہا ہے کہ حکومت نے فوری کارروائی کی۔ قرآن کا اصول تو یہ ہے کہ

**آصف حمید:** اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں اتنے بڑے سانحات ہوئے لیکن ان کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا۔ بے نظیر بھٹو کا قتل ہوا، زرداری پانچ سال حکومت میں رہا لیکن قاتلوں کو کپڑ نہیں سکا۔ پہلی قوموں پر جب عذاب آتے تھے تو لوگ اس کو اہمیت نہیں دیتے تھے صرف کچھ لوگ اس سے سبق سکھتے تھے کہ اللہ کی ناراضگی ہے۔ یہ بنیادی طور پر ہمارے اعمال کا ہی شاخانہ ہے جو عذاب کی شکل میں ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ کورونا وائرس جب آیا تو اس کے بعد ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس کا علاج پلازمه لگانے سے ممکن ہے تو بہت سارے لوگوں نے لاکھوں روپے میں اپنا پلازمه بیچا۔ اسی طرح مری واقعہ میں بعض افراد نے لوگوں کی مجبوری کا فائدہ

کرنے کی جدوجہد کرے۔

**سوال:** شاعر نے کہا ہے: حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کے! سانحہ مری میں ہمارے لیے بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی کیا سبق پنہاں ہے؟ **ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** اس میں بے شمار اس باقی ہیں۔ پاکستان کی 98 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ لیکن جس میں دو باتیں موجود ہوں وہ مسلمان ہوتا ہی نہیں۔

1۔ بدیانتی۔ 2۔ جھوٹ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے اندر ہر خرابی ہو سکتی ہے لیکن بدیانتی اور جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہماری ذات میں انفرادی طور پر اور معاشرے میں اجتماعی طور پر جھوٹ اور بدیانتی موجود ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا دعویٰ ایمان غلط ہے۔ دوسری بات مری کے لوگوں نے جو دوسروں کی مجبوری کافائندہ اٹھا کر ان کا استھصال کیا تو اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کار و باری ہیں یہ سارے کے سارے فاسق و فاجر ہیں۔“

اور فجوار کے لیے قرآن نے کہا ہے:

﴿وَإِنَّ الْفُجَارَ لَفِي تَحْيِمٍ﴾ (الأنفطار) ۱۲

”اور یقیناً فاسق و فاجر جہنم میں ہوں گے۔“

اب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سوپنگ سینئنس ہے۔ اس کو سن کر تو صحابہ کرام ”لرز گئے ہوں گے۔ چنانچہ کسی صحابی“ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا ہوگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے تجارت حلال نہیں کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال تو ہے۔ لیکن یہ جہنمی کیوں ہو جاتے ہیں اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وجہات بیان فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ (تاجر لوگ) جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور (خلاف حقیقت) قسمیں اٹھاتے ہیں تو یوں گناہ کار ہو جاتے ہیں۔“ یعنی جھوٹ بولنا اور قسمیں اٹھانا یہ ان کو جہنمی بناتی ہیں۔ اس کے برعکس دیانتداری اور سچ دو ایسی خوبیاں ہیں کہ ان کو اپنا کر جو تجارت کر رہا ہے تو اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صد یقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے دعوے میں سچ ہو جائیں تو سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ [www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org) پر دیکھی جا سکتی ہے۔

”جس کے شر سے اس کا پڑوئی محفوظ نہیں۔“

پڑوئی کا مفہوم اپنے تینیں بہت اہم ہے۔ اس سے مراد صرف ساتھ والا گھر نہیں ہے بلکہ دفتر کے ساتھی، سفر میں ساتھ سفر کرنے والا، ساتھ دکان والا وغیرہ یہ سارے اذیتیں دے رہا ہے تو اس کے مومن نہ ہونے کی قسمیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائی ہیں۔ اس کے لیے کتنی بڑی وعید ہے۔ ہمارے میڈیا کو یہ چیزیں عوام کے ذہنوں میں بٹھانی چاہیں۔ جب سے کرونا آیا ہے تو پورا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اس حوالے سے قوم کا رُخ تبدیل کرنے پر لگا ہوا ہے۔ کیا یہی میڈیا اخلاقیات کو پرواں چڑھانے کے لیے ایسی کوشش نہیں کر سکتا؟ ہمارے اصحاب حل و عقد کو سمجھنا چاہیے کہ اگر لوگوں کے اخلاق اچھے ہوں گے تو ملک کی ترقی گارٹی شدہ ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر نیت ہو تو آگاہی پیدا کی جاسکتی ہے اور اگر آگاہی پیدا نہیں کی جا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ بد نیت موجود ہے۔ لوگوں کو قرآن کی آیات اور احادیث کی روشنی میں اخلاقیات کی تعلیمات دی جانی چاہیے۔ دوسرا پہلو قصاص کا ہے۔ شرعی سزاوں کا نفاذ ہونا چاہیے۔ تیسرا بات وہی کہ اہل لوگ ان عہدوں پر ہوں گے تو وہ کام کریں گے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہیں۔ ان سب کو عملی صورت دینا ہوگی۔ بنی نوع انسان کو جہنم کی آگ سے بچانے کا مطلب ہے اور اس کے لیے وہ نظام لایا جائے۔ ایسا نظام ہوگا تو یہ ساری چیزیں ممکن ہوں گی ورنہ یہی چیزیں ہمارے لیے عذاب کا باعث بنتی رہیں گی۔

عمران خان نے پوری نیک نیتی سے یہ نعرہ لگایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ۰

”ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھے ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔“

لیکن کچھ نہیں کر سکا۔ اس لیے کہ قوم تیار ہی نہیں تھی۔ جب تک پورا نظام نہیں بدلتے گا اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں ہے۔ لہذا اس نظام کو بدلتے کی کوشش کرتے رہنا بھی ذاتی مفاد ہے۔ اگر میں اس کو ذاتی مفاد نہیں سمجھوں گا تو میں اس کے لیے کوشش ہی نہیں کروں گا۔ اگر نظام بدل گیا تو اس میں سب کافائندہ ہے اگر نہیں بدلا تو کم از کم میری کوشش اللہ کے ہاں رجسٹر ہو گئی جو میری لیے نجات کا باعث ہوگی۔ ان شاء اللہ! ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ پہلے خود اسلام پر عمل پیرا ہوا اور پھر اسلام کے نظام کو قائم

بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کر لیں۔

**آصف حمید:** ذاتی مفاد کے کیونس کو اگر ہم وسیع کرتے ہیں تو میرا سب سے بڑا ذاتی مفاد یہ ہے کہ میری آخرت میں نجات ہو جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّمَا يُهْمَلُهَا الَّذِينَ أَمْنُوا قُنْوَةً أَنْفَسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحريم: 6)

”اے اہل ایمان! مچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے“

یہی اگر پیش نظر ہو جائے تو ہماری طرز زندگی بدل جائے گی اور معاشرے کی اصلاح ہو جائے گی۔

**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی:** ہر انسان کا اختیار ہے۔ اگر انسان اپنے اختیار کے اندر ڈیلیور کر رہا ہے اور اسے فکر ہے کہ اس نے آخرت میں جواب دینا ہے تو پھر اس انسان کے آس پاس جو لوگ ہیں ان کی فکر کرنا بھی اس کا ذاتی مفاد بن جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ یہ جو اس کے لیے دعا کر رہا ہے اس کو بھی عطا فرم۔ گویا جب وہ کسی کے لیے دعا کر رہا ہے تو اس میں بھی اس کی خود غرضی شامل ہے۔

ایک یہودی کا جنازہ جارہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رورہے ہیں اور فرمایا کہ ایک اور شخص میرے ہاتھوں سے نکل کر جہنم میں چلا گیا میں اس کو روک نہیں سکا۔ گویا بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذاتی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ لہذا بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیمات دی ہیں ان میں ذاتی مفاد پوری قوم سے لے کر ملت کے مفاد تک پھیل جاتا ہے۔ یہ تو ایک بہت شاندار ڈسپلن ہے جو شریعت اسلامی نے ہمیں دیا ہے۔

**سوال:** دین اسلام کی سپرٹ یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو خود پر ترجیح دو۔ یہ جذبہ ہم اپنی قوم میں کیسے ابھار سکتے ہیں؟

**آصف حمید:** اس کے دو پہلو ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کے اس نظریے کو ہر لیوں کے اوپر بیان کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ بے عملی کی ایک وجہ علمی بھی ہوتی ہے۔ اس کی آگاہی بہت ضروری ہے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں جو اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دہرا یا:

”خدای کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔“

”صحابہ نے پوچھا: کون شخص ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

## حضرت خولہ بنت ازور (52)

تاریخ اسلام کی ایک سرفراش مجاہدہ

فرید اللہ مرود

سوار حضرت خالد بن علیؓ کی مدد کرتا۔

حضرت خالد بن علیؓ اس سوار کی بہادری سے متاثر ہو کر اس کے پاس گئے اور پوچھا کون ہوتا؟ اس سوار نے بجائے جواب دینے کے اپنارخ موز اور دشمنوں پر جارحانہ حملہ اور وار کرنے لگا موقع ملنے پر دوسری بار پھر حضرت خالد بن علیؓ نے پوچھا اے سوار تو کون ہے؟ اس سوار نے پھر جواب دینے کی بجائے رخ بدل کر دشمن پر حملہ آور ہوا تیری بار حضرت خالد بن علیؓ نے اس سوار سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہے؟ تو نقاب کے پیچھے سے نسوانی آواز آتی کہ میں ضرار بن علیؓ کی بہن خولہ بنت ازور ہوں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گی جب تک اپنے بھائی کو آزاد نہیں کروا لیتی۔ حضرت خالد بن علیؓ نے کہا کہ پہلے کیوں نہیں بتایا تو کہنے لگی آپؐ نے منع کر دینا تھا۔ حضرت خالد بن علیؓ نے کہا آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی ہم تھے آزاد کروانے کے لیے تو حضرت خولہ بنت ازور نے جواب دیا کہ جب بھائیوں پر مصیبت آتی ہے تو بہنیں ہی آگے آیا کرتیں ہیں۔ پھر مسلمانوں اور حضرت خولہ بنت ازور نے مل کر حضرت ضرار بن علیؓ کو آزاد کرو کر دم لیا۔

(فتح الشام از تالیف علامہ محمد بن عمر الواقدی رضی اللہ عنہ)

### جنگ یرموق میں شرکت

حضرت ضرار بن علیؓ والے واقعہ کے پچھے ہی عرصہ بعد جنگ یرموق کا واقعہ پیش آیا۔ یرموق دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے جس میں 13ھ میں مسلمانوں اور رویمیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ جنگ یرموق میں رویمیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں چار گناہ زیادہ تھی، میدان جنگ میں ایک خیمے کے اندر مسلمان خواتین ہٹھبری ہوئی تھیں، ان کے ذمے زخمیوں کی تیارداری اور مرہم پڑی تھی، ان کو پانی پلانا، شہیدوں کی قبریں کھودنا اور ان کے کفن کا انتظام کرنا۔ مجاہدین اسلام میدان جنگ میں اڑرے تھے، روی مسلمان خواتین کو اپنے خیمے میں تنہا پا کر ان کے خیمے پر حملہ آور ہوئے اور چاروں طرف سے ان کے خیمے کو گھیر لیا۔

اس اچانک حملہ سے خواتین بے حد پریشان ہوئیں، چنانچہ ان سے نہیں کہا جائے کہ یہ حضرت خولہ بنت ازور کے پاس آئیں اور ان سے کہا ب کیا کریں۔ ہمارے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں جو ان بزرگوں کا مقابلہ کریں اور اپنی عزت بچائیں۔

حضرت خولہ بنت ازور کی حامل بھی اتار دیتے تھے۔

لبے بال بہراتے چمکتے بدن کے ساتھ جب میدان میں اترتے تھے تو ان کے پیچھے دھول نظر آتی تھی اور ان کے آگے لاشیں۔ اتنی پھر تیزی اور بہادری سے لڑتے تھے کہ دشمن کے صفیں چیر کر نکل جاتے تھے۔ ان کی بہادری پر بشار مرتبہ حضرت خالد بن ولید بن علیؓ کو تعریف کرنے اور انعام و کرام دینے پر مجبور کیا۔

دشمنوں میں وہ نگے بدن والا کے نام سے مشہور تھے۔

رومیوں کے لاکھوں کی تعداد پر مشتمل لشکر سے جنگ اجناہ دین جاری تھی۔ حضرت ضرار بن علیؓ حسب معمول میدان میں اترے اور صاف آراء دشمن فوج پر طوفان کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اتنی تیزی اور بہادری سے لڑ کے کہ لڑتے لڑتے دشمن فوج کی صفیں چیرتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے بچھڑ کر دشمن فوج کے درمیان تک پہنچ گئے۔ دشمن نے انہیں اپنے درمیان دیکھا تو ان کو نزغے میں لے کر بڑی مشکل سے قید کر لیا۔ مسلمانوں تک بھی خبر پہنچ گئی کہ حضرت ضرار بن علیؓ کو قید کر لیا گیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید بن علیؓ نے اپنی فوج کے بہادرنو جوانوں کا دستہ تیار کیا اور حضرت ضرار بن علیؓ کو آزاد کروانے کے لیے ہدایات وغیرہ دینے لگے۔

اتنے میں انہوں نے ایک نقاب پوش سوار کو دیکھا

جو گرد اڑا تا دشمن کی فوج پر حملہ آور ہونے جا رہا ہے۔ اس

سوار نے اتنی تند خوبی اور غضب ناکی سے حملہ کیا کہ اس کے

سامنے سے دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ حضرت خالد بن علیؓ اس

کے وارد کیا کہ اور شجاعت دیکھ کر عش عش کراٹھے اور ساتھیوں

سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے؟ لیکن سب نے علمی ظاہر کی کہ

وہ نہیں جانتے۔ حضرت خالد بن علیؓ نے جوانوں کو اس سوار کی

مد کرنے کو کہا اور خود بھی مد کرنے اس سوار کی جانب لپکے۔

جنگ ہوتی تھی تو سارے دشمن اور فوجیں زرہ اور

جنگی لباس پہن کر جنگ لڑتے تھے۔ لیکن آفریں حضرت

خولہ بنت ازور کے بھائی حضرت ضرار بن علیؓ زرہ تو در کنار اپنا کرتا

حضرت خولہ بنت ازور کی ایک بہادر، جنگی صفات کی حامل مہاجر صحابی تھیں۔ شاعری کے فن میں بھی کمال حاصل تھا۔

حضرت خولہ بنت ازور کی اپنی شخصیت بھی کسی تعارف کی محتاج نہ تھی لیکن ضرار بن ازور کی بہن ہونے کی وجہ سے مزید شہرت ملی۔ آپؐ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنو سعد سے تھا۔ بنو سعد قوم ہوازن کی شاخ ہے۔ یہ قبیلہ اپنی فصاحت میں مشہور تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا بچپن اسی قبیلے

میں حضرت حیمہ سعدیہ بنت ازور کے پاس گزارا۔ حضرت خولہ بنت ازور ایک صاحب ثروت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

عرب میں سب سے بڑی دولت اونٹ کے گلے تھے، حضرت ضرار بن علیؓ کے پاس ہزار اونٹوں کا گلہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمام مال و دولت چھوڑ کر خالی ہاتھ آستان نبوی پر پہنچے۔ (اسد الغابہ، ابن اثیر، جلد 5)

### نام و نسب

نام خولہ، نسب نامہ یہ ہے:

خولہ بنت ازور بن اوس بن خذیلہ رہبیعہ بن مالک بن شعبہ بن دودان بن اسد خزیمہ اسدی۔

### جنگوں میں شرکت

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خولہ بنت ازور نے فتح الشام کی سلسلہ وار جنگوں میں حصہ لیا۔ میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پڑی کرنا، فوجیوں کو پانی پلانا اور بوقت ضرورت مسلح ہو کر دشمن فوجوں کا مقابلہ کرنا ان کی شجاعت اور بہادری کی ناقابل فراموش داستانیں ہیں۔

### جنگ اجناہ دین میں شرکت

جنگ اجناہ دین کا فیصلہ کن معرکہ 13ھ بمطابق 634ء کو مسلمانوں اور فلسطین کے یونانی مدافعین کے درمیان مقام اجناہ دین پر پیش آیا۔

جنگ ہوتی تھی تو سارے دشمن اور فوجیں زرہ اور جنگی لباس پہن کر جنگ لڑتے تھے۔ لیکن آفریں حضرت

خولہ بنت ازور کے بھائی حضرت ضرار بن علیؓ زرہ تو در کنار اپنا کرتا

پتہ چلے کہ ان کا نام کس کے نام پر ہے اور نام کا اثر شخصیت صحابیات ﷺ کو بنائیں اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح پر بھی پڑتا ہے۔ اور ان کی تربیت ایسے کریں کہ اسلام کا کریں کہ وہ اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ لٹانے والے بن مستقبل روش کرنے میں اپنا کروار ادا کر سکیں۔ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!



ہماری خواتین کو بھی چاہیے کہ اپنا آئندیں ان

ہمت و شجاعت والی حضرت خولہ ﷺ نے ان سب کی ہمت بندھائی اور کہا ”بہنو! اللہ پر بھروسار گھوڑہ ہی ہماری مدد کرے گا، ہمت سے کام لو، اگر ہمارے پاس ہتھیار نہیں تو کیا ہوا، آوان خیموں کے کھونٹے نکال لیں، اور اللہ کا نام لے کر ان بزدل کافروں پر حملہ کریں، انجام اس پر چھوڑ دیں، جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔“

خواتین نے اس تجویز کو پسند کیا اور خیموں کے کھونٹے نکال کر اللہ کا نام لے کر رو میوں پر ٹوٹ پڑیں، حضرت ﷺ نہایت جرأت سے دشمنوں کے گھولوں کو روک رہی تھیں اور ان پر حملہ بھی کر رہی تھیں، ان کا ہر وار دشمن کے لیے اللہ کا عذاب ثابت ہو رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں تیس روئی مرد خاک و خون میں تڑپ کر ہلاک ہو چکے تھے، یہ حالت دیکھ کر روئی دستے کے سردار کے اوسان خطاب ہو گئے، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ”بزدلو! عورتوں سے پٹ رہے ہو ان سب کو چاروں طرف سے گھیرا تگ کر کے پکڑ لو۔“ حضرت خولہ ﷺ یعنی کر اللہ کے حضور سر جسجد ہو کر دعا کرتی ہیں ”اے پروردگار ہماری حفاظت کر، ہم مظلوم ہیں، کمزور ہیں، تو طاقت والا ہے تیرے قبضے اور اختیار میں ہر چیز ہے ہمیں ان کافروں سے بچا، اپنی رحمت سے ہماری مدد فرماء۔“ حضرت خولہ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی ایک سمت سے نعرہ تکبیر کا شور سنائی دیا۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کر کے سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ضرار بن ازور اور حضرت خالد بن ولید ﷺ مجاهدین اسلام کے شکر کے ہمراہ گھوڑوں کو سر پٹ دوڑاتے آرہے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی پوری شدت سے روئی کافروں پر حملہ کر دیا۔ دشمنوں کے لیے مجاهدین کے وار سے بچنا مشکل ہو گیا۔ روئیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہاں سے نکل بھاگنے ہی میں خیریت سمجھی اور فرار ہو گئے۔ (فتح الشام از علامہ محمد بن عمر الواقدی رحمۃ اللہ علیہ)

## وفات

خولہ ﷺ بنت ازور کی وفات خلافت عثمان کے آخری دور میں ہوئی۔ (ابن خلدون 256/2)

اسلام خون اور قربانیوں کے دریا میں تیر کر پہنچا ہے اس کی قدر کریں، جذبہ جہاد کو زندہ رکھیں کہ جب تک جہاد تھا مسلمان ہمیشہ غالب رہے جب جہاد چھوٹا تو مسلمانوں پر زوال آیا۔ کم از کم اپنے بچوں اور بچیوں کے نام ان اسلام کے ہیروز صحابہ اور صحابیات کے ناموں پر رکھیں تاکہ انہیں

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 جنوری 2022ء)

جمعرات (13 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (14 جنوری) کو قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس میں ”فرضیت اقامت دین“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ پھر سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (15 جنوری) کو اسلام آباد روائی ہوئی۔ وہاں پر دعوۃ اکیڈمی کے آڈیووریم میں ”قوموں کا عروج و زوال قرآن کی روشنی میں“ کے موضوع پر عوامی خطاب ہوا۔ رات کو ڈاکٹر ضمیر اختر خان کے ہاں قیام رہا۔

اتوار (16 جنوری) کو صبح 09:30 بجے مسجد الفرقان میں حلقة اسلام آباد کے رفقاء کے اجتماع میں شرکت کی۔

رفقاء سے خطاب، سوال و جواب اور بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز ظہر ذمہ داران کے ساتھ نشست ہوئی۔ 03 بجے تنظیم اسلامیہ پاکستان کے ارکان سے گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد انہیں خدام القرآن اسلام آباد، راولپنڈی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی اور خطاب کیا۔ رات ایک بجے مرکز پہنچے۔

پیر (17 جنوری) کی صبح شعبہ مالیات، سمع و بصر، تعلیم و تربیت اور نظمات کے ذمہ داران سے نائب امیر کے ہمراہ نشستیں ہوئیں۔ بعد نماز عصر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ہمراہ سلطان معین الدین اور ان کے دو تین ساتھیوں سے گفت و شنید ہوئی۔

منگل (18 جنوری) کی صبح رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے گفتگو اور سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا۔ نائب امیر صاحب سے یہی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

## زبان کا غلط استعمال

”انسانی تعلقات میں نفرت اور دشمنی کا نتیجہ ہونے اور پھر اس کو نشوونما دینے اور دلوں میں زہر گھونے میں زبان کے غلط استعمال کا بڑا دخل ہوتا ہے۔“

## شهادت حق

”جس شخص نے حق کے غلبے کی جدوجہد میں اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دی، اس نے گویا اپنی جان سے دین حق کی گواہی دے دی، اب وہ شہید کہلانے کا تمام و کمال مستحق ہو گیا۔“  
(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمد)

# فریادِ وفاں ڈوب گئی!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

تہذیب، مزاج اور فطرت کے خلاف حیا سوز کفر یہ تہذیب کا شست کرنے کو قائم ہوا تھا۔ اس کے مقدار میں تاش کے پتوں کی طرح بکھر جانا ہی لکھا تھا۔ اس نے قبرستان کی تصدیق امریکی میڈیا میں افغانستان میں تابوت بنانے والے کارخانہ داروں کے انثردیوں سے ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ تابوت بنانے والے، طالبان کے آنے سے بے روزگار ہو گئے۔ جنگ ختم ہو گئی، اس پر تو ہم خوش ہیں تاہم ہمارا کاروبار ٹھپ ہو گیا! 20 سال ان کی چاندی رہی۔ افغان معیشت میں تابوت سازی منافع بخش ذریعہ روزگار تھا۔ تابوتوں کی ضرورت طالبان کو نہ تھی۔ غیر ملکی فوجی دھڑک ادھڑت تابوت بند اپنے ملکوں کو لوٹتے رہے۔ پہلے تو تہائیاروں اور برطانیہ کے قبرستان آباد ہوئے۔ اس مرتبہ چھوٹی بڑی سمجھی عالمی قوتوں نے حصہ پایا! اتنے مہنگے قبرستان دنیا میں اور کہاں ہوں گے۔ 20 سال اور کھربوں ڈال کا ماحصل! فاعترروا!

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو! کمال تو یہ ہے کہ اس کے باوجود امریکا نے پوری ڈھنائی سے اعلان فرمایا، باسیڈن کی زبانی: ”افغانستان کے نجmed کئے گئے 10 ارب ڈالر ہم نائن الیون کے متاثرین کو دیں گے!“ یہ اپنی نئی شامت بلانے کے متادف ہے۔ باوجود یہ کہ تو اقوام متحده کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی ہو گی کہ افغان عوام کو برسراقتدار حکومت کے درست رویہ اختیار نہ کرنے کی سزادی جائے۔ انہوں نے امداد دینے والے ممالک سے یہ بھی کہا کہ افغان انسانی بحران سے نمٹنے کے لیے فوری 4.4 ارب ڈالر درکار ہیں۔ یاد رہے کہ افغان بحث گزشتہ 20 سال سے 80 فیصد یمن الاقوامی امداد پر چلتا تھا جو یک لخت رک گئی۔ خود افغانستان کے 10 ارب ڈالر امریکا دبوچے بیٹھا ہے۔ سو یہ مجرم سے کم نہیں کہ تقریباً ساڑھے پانچ ماہ سے طالبان حکومت کام چلا رہی ہے۔ بعد عنوانی ختم کر کے، کفایت شعرا ری سے، اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر۔ پھر بھی سرکاری ملازمین کو تجوہوں کی عدم ادائی، غذائی قلت کی گل ذمہ داری امریکا اور یورپی یونین پر ہے۔ طالبان وفد، وزیر خارجہ امارت اسلامی کی سربراہی میں مذاکرات کے لیے ناروے گیا ہے۔ سارا پیسہ روکنے کی وجہات میں سب سے بڑی، مٹھی بھر اندر ورن افغانستان و بیرون ملک آزادی

کو حکومت، اپوزیشن گرمگرمی، سردی کی شدت، گیس بجلی کی عدم دستیابی میں درجہ حرارت اوپر لانے کا کام کرتی ہے۔ اسی دوران ایک خبر اور ایک تصویر نے سابق وزیر اعظم نواز شریف کو شدید صدمہ پہنچایا۔ انہوں نے لندن سے لکارا کہ ہلاکت کے ذمہ داروں کو عبرتناک سزادیں۔ تفصیل اس اجمالی کی یہ ہے کہ کہ مظفر آباد میں دریائے نیلم کے کنارے شکاری کی گولی سے زخمی ہونے والا تیندوادوران علاج چل بسا۔ اسے فوری طور پر اگرچہ اسلام آباد منتقل کر دیا گیا تھا مگر بچایانہ جاسکا۔ خبر کے ساتھ ہی آنجمہ ان تیندوے کی رعب دا ب والی تصویر، رسی سے بندھا پاؤں لیے گاڑی میں پورے دم خم سے بیٹھا، شیر کا کزن دکھائی دے رہا ہے۔ سابق وزیر اعظم نے گھرے رنج غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ”وائلڈ لائف (جنگلی حیات) کا تحفظ بہت ضروری ہے۔“ اگرچہ جہاں تک جنگلی حیات کا سوال ہے، پاکستان میں تمام تر تحفظ جنگلی حیات ہی کو حاصل ہے۔ مہذب پاکیزہ سمجھی حیات کی چاہت رکھنے والے تو گزشتہ 20 سال سویلوں پر تانگے گئے یا عقوبات خانوں میں ٹھونسے گئے۔ امریکا کے ہاتھوں پورے گلوب پر بھیڑیوں، لگڑ بھگوں، لومڑیوں نما انسانوں کا دور دورہ ہے۔ ان کی چھیڑی جنگوں سے اگرچہ کوئی ذی حیات بھی عافیت میں نہیں۔ ماحولیاتی نظام میں بارودی تباہ کاریوں نے ناقابل تصور عدم توازن پیدا کیا ہے۔ ایک کروڑ 70 لاکھ جانور بر ازیل جنگل کی آگ سے ہلاک ہو گئے۔ ایک صدی میں مارے جانے والے ایک کروڑ مسلمان تو تھے ہی، محبوب جانور بھی بھینٹ چڑھ گئے۔

آپ ایک تیندوے کو رو رہے ہیں۔ تیندوے کی تصویر نے جانور پرستوں کو بہت دکھی کیا۔ تاہم اب تو پاکستانی عوام اپنی معاشی کسمپرسی کے ہاتھوں جنگلی حیات کا مرقع بننے پڑے ہیں، سرجھاڑ منہ پہاڑ آٹا، چینی، دال بھات سمجھی دسترس سے باہر ہیں۔ دوسری جانب ناچنے گانے سے اردوان کی دوا ہو گی؟ یا للعجب!

افغانستان پر باسیڈن ایک مرتبہ پھر کراہ کر بولے ہیں۔ ان کا بیان تاریخ میں امریکی شکست کے تناظر میں ثابت رہے گا: ”افغانستان کو متحد کرنا ممکن نہیں۔ ہم 20 برس ہر ہفتے (اس اتحاد پر) ایک ارب ڈالر خرچ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ یہ سلطنتوں کا قبرستان رہا ہے۔“ جس اتحاد پر کھربوں ڈالر خرچ کیے گئے، وہ اسلامی افغانستان کی

نہایت رہے ہیں۔ تیندوے کی تصویر نے جانور پرستوں کو بہت دکھی کیا۔ تاہم اب تو پاکستانی عوام اپنی معاشی کسمپرسی کے ہاتھوں جنگلی حیات کا مرقع بننے پڑے ہیں، سرجھاڑ منہ پہاڑ آٹا، چینی، دال بھات سمجھی دسترس سے باہر ہیں۔ دوسری جانب ناچنے گانے سے بجائے والا طبقہ کچھ کم واکلڈ لائف کا مظہر نہیں۔ فیش

طلب چند سو عورتیں ہیں جو بھرے پیٹ لیے اسلو میں بھی چھوٹا سا مظاہرہ کرنے نکلیں۔ ان کی شتر بے مہاری کے حقوق غصب ہونے کے نام نہاد الزام پر افغانستان پر بھوک افلس مسلط کی جا رہی ہے۔ یہاں عورت کے یہ عالمی غم خوار اور حقوق کے پر چارک آنکھ اٹھا کر بھی شام کے پناہ گزین کیمپوں میں بر فیباری سے ٹھہر تی 46 ہزار سے زائد بیوہ خواتین اور ان کے ایک لاکھ 98 ہزار یتیم بچے دیکھنے کے روادرانہیں۔ خوراک اور ادویہ کی قلت، شدید بر فیباری میں گھرے 15 لاکھ پناہ گزین افراد! سٹیلائس سے زمین پر رینگتی چیوتی دیکھنے والے عالمی چودھری قساوت قلبی کی آخری انتہاؤں پر ہیں۔ بشار الاسد کی حکومت، امریکا روس کی مکمل پشت پناہی سے بدترین انسانی الیہ گزشته دس سالوں پر محیط، برپا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ناچنے گانے بجائے فرست نہیں لے پاتے کہ دیکھ سکیں کہ مسلم شام پر کیا قیامت سالہا سال سے ثوث رہی ہے۔ برف باری کا ذائقہ سردی سے منجذب ہوتے خیموں میں بے یار و مددگار پڑے یتیم بچوں سے پوچھا ہوتا! امت کا غم کھانے والے چن چن کرتا تمام مسلم ممالک سے مارڈا لے یازندانوں میں ڈال دیے۔ اب صرف عیش و طرب، کھالے پی لے ناج لے، کے دلدادہ باقی ہیں۔ اخبارات، ان کے میگزین، سوشل میڈیا، ٹیلی و ٹیلن چینل شام، فلسطین، کشمیر کے تذکرے سے عاری، شادی بیا ہوں، عشق عاشقی کے اسکینڈلوں، سیاسی گھڑیں، اسلام تراشیوں کے لیے وقف ہیں۔

اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں جس میں مظلوم کی فریاد و فغاں ڈوب گئی! اسی شام پر انہی حالات میں باری باری امریکا اور روس انہی روندے ہوئے مظلوموں پر بمباریاں کرتے ہیں۔ ایسے میں پیوٹن کا مکارانہ بیان جس میں اس نے (یورپ کو چڑانے کو)، مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہوئے یہ کہا: ”تو ہم رسالت آزادی اظہار نہیں۔ گتاخانہ خاکے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتے اور انہیاں کی بڑھاتے ہیں۔“ یوکرین کے مسلمان ہوں، شام کی تباہی میں روس کا حصہ ہو یا وسط ایشیائی ریاستوں کے دم گھٹے مسلمان! ہم اس دھول جھوٹی بیان کی تحسین کیسے کریں جب نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خون انہی عفریتوں نے پیا ہو! ع سادگی مسلم کی دیکھ اور وہ کی عیاری بھی دیکھ!

# میثاق الہمہ داکٹر اسرار احمد عزیز اللہ

## مشمولات

- ☆ ڈیورنڈ لائن: تاریخی حقائق ادارہ
- ☆ آخري صلیبی جنگ ڈاکٹر اسرار احمد
- ☆ رفیق تنظیم اسلامی اور قرآن حکیم ڈاکٹر محمد طاہر خاکواني
- ☆ التوحید فی القرآن پروفیسر یوسف سلیم چشتی
- ☆ صلیبیوں کے فکری و عسکری حملے رضی الدین سید
- ☆ خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پروفیسر محمد یونس جنگوں
- ☆ تفسیر کے ناقابل اعتبار مأخذ (۲) پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

مکتبہ خدام  
القرآن لاہور  
36۔ کے ماذل ناؤں لاہور

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!  
☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زر تعاون (۱۴۰۰ھ) 400 روپے

## رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن نزدیکی کیمپس، پرو آر ڈی، ڈیرہ اسماعیل خان (خیبر پختونخوا)“ میں 13 فروری 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

## ہمہی و مالکیت ملکیتی کوہ دسی

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوت:** ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0349-8887738 / 0335-8792693

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

متاثر ہیں۔

﴿ محترم شفیع اللہ خیر پختونخوا کے رہائشی ہیں۔ موصوف نے 4 سال قبل تنظیم اسلامی میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے چار بیٹے بھی تنظیم میں شامل ہیں۔ تیسرا مرتبہ سالانہ اجتماع میں شرکت کر رہے ہیں۔ ہوٹل کا کاروبار کرتے ہیں۔ دو بیٹے بھی تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شریک ہیں۔

﴿ محترم عاقب جاوید گزشتہ تین سال سے تنظیم سے مسلک ہیں۔ سرگودھا خوشاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقامی تنظیم جوہر آباد کے رفیق ہیں۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کو رس کے فارغ التحصیل ہیں۔ ندائے خلافت اور ماہنامہ میثاق کے مستقل قاری ہیں، پہلی دفعہ سالانہ اجتماع میں شرکت کر رہے ہیں۔

﴿ محترم حافظ محمد مدثر گڑھی شاہو، لاہور سے اپنے والد جاوید اقبال کے ساتھ اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں تنظیم میں باقاعدہ شمولیت کا عزم ظاہر کیا۔ تنظیم اسلامی کی پورے دین کی دعوت اور قرآن سمجھ کر پڑھنے کی تحریک سے متاثر ہیں۔

﴿ محترم وجہہ الدین کا تعلق کراچی سے ہے۔ تنظیم کے نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ کے خطاب جمعہ کے مستقل سامع ہیں۔ تنظیم اسلامی کی قرآنی دعوت کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے محترم پر رقت طاری ہو گئی، اگرچہ تنظیم میں باقاعدہ شامل نہیں تاہم تنظیم کے قافلہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

﴿ محترم اقتدار احمد کا تعلق حلقہ بلوچستان سے ہے۔ گزشتہ چالیس سالوں سے تنظیم اسلامی کے قافلہ میں شامل ہیں (الحمد للہ) مدرس و مقرر کی صلاحیت کے حامل ہیں۔ ناظم دعوت کے علاوہ حلقہ کے ناظم نشر و اشاعت ہیں وہ انجمن خدام القرآن بلوچستان کے صدر کی ذمہ دای بھی نہجات آئے ہیں۔ ندائے خلافت باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے موجودہ امیر جناب شجاع الدین شیخ کی متحرک شخصیت سے بہت سی امیدیں اور توقعات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امیر قافلہ کی متحرک شخصیت سے رفقاء کو بھی متحرک بنادے۔ آئین کے نظم سے جڑے ہوئے ہیں۔ گزشتہ سو سال سے تنظیم کے ساتھ ”پیوستہ رہنمگر“ کے مصداق اپنی دینی صلاحیتوں کو بروئے کار لارہے ہیں۔ اساتذہ کی تربیت کے ایک سلسلے سے بھی مسلک ہیں۔

﴿ نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی قیادت و امارت سے اجتماع کے نظم میں بھی بہتری آئی ہے۔ ان کے خیال میں کراچی کی تنظیم اپنی سرگرمیوں کے اعتبار سے حلقہ لاہور سے بہت آگے ہیں۔ حلقہ لاہور کے ذمہ دار ان کو اس حوالے سے بہتر منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔

﴿ محترم محمد کاشف جلیل کا تعلق کراچی وسطی سے ہے۔ گزشتہ 21 سال سے تنظیم سے وابستہ ہیں۔ اجتماع میں سکیورٹی کی ڈیوٹی کی ذمہ داری ادا کی۔ تنظیم کی دعوت کے مرکز و محور قرآن و حدیث سے رہنمائی لیتے ہوئے تنظیم اسلامی کی سر بلندی کے لیے انقلابی طریقہ کار پر عمل کرنا ہے۔

﴿ محترم نورالوری حلقہ لاہور شرقی کے امیر ہیں۔ قرآن کا الحج، لاہور سے فارغ التحصیل ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کے حامل ہیں۔ نقیب، نقیب اعلیٰ، مقامی امیر، معاون امیر حلقہ کی ذمہ دار یوں پرفائزہ چکے ہیں۔

## تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2021ء کے شرکاء کے تاثرات

### نعم اختر عدنان

19 نومبر 2021ء تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع دریائے سندھ کے کنارے بہاولپور کی سر زمین پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ لاہور شرقی کے ایک سینئر اور متحرک رفیق نعیم اختر عدنان نے اجتماع میں شریک رفقاء و احباب سے مل کر انش رو یو کے انداز میں ان کا تعارف، تاثرات و خیالات قلم بند کیے جو ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں:

گزشتہ سال تنظیم کی مرکزی امارت میں تبدیلی کا عمل ہوا، یوں نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ ﷺ کی امارت تنظیم کا یہ پہلا سالانہ اجتماع تھا۔ رقم نے اس جماعت میں ایک سامع کی حیثیت سے شرکت کے علاوہ رفقاء و احباب سے مختصر تعارف اور تاثرات حاصل کیے۔ امید ہے کہ یہ کاوش قارئین کو پسند آئے گی۔

اجتماع میں شریک رفقاء و احباب کے تاثرات:

﴿ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے محترم محسن نذیر نے دوسری مرتبہ اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ تعلیمی قابلیت آئی کام ہے۔ تنظیم اسلامی میں باقاعدہ طور پر شامل نہیں ہیں مگر تنظیمی فکر اور نظم تنظیم کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

﴿ محترم مفتی حسان حلقہ لاہور غربی سے وابستہ ہیں، البتہ منفرد رفیق کی حیثیت سے تنظیم کے نظم سے جڑے ہوئے ہیں۔ گزشتہ سو سال سے تنظیم کے ساتھ ”پیوستہ رہنمگر“ کے مصداق اپنی دینی صلاحیتوں کو بروئے کار لارہے ہیں۔ اساتذہ کی تربیت کے ایک سلسلے سے بھی مسلک ہیں۔

﴿ محترم عدیل خان آفریدی گڑھی شاہو لاہور تنظیم سے وابستہ ہیں۔ تنظیم میں 2006ء میں شمولیت اختیار کی۔ سرکاری ملازمت کر رہے ہیں۔ ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ پروگرام میں شرکت سے تنظیم سے وابستہ ہونے کا موقع ملا۔

﴿ محترم عبدالرشید تنظیم اسلام آباد، چک شہزاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1996ء سے تنظیم میں شامل ہیں۔ اس وقت تنظیم کے مقامی امیر کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ دورۃ ترجمۃ القرآن کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکے ہیں۔ شجاع الدین شیخ کی امارت سنبھالنے سے رفقاء کے جوش و خروش میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور دعویٰ سرگرمیوں میں بھی تیزی آئی ہے۔

﴿ محترم مجید انور چھ سال پہلے کراچی میں تنظیم کے رفیق بنے۔ ملتزم رفیق ہیں تیسرا مرتبہ تنظیم کے سالانہ اجتماع کی برکات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ ندائے خلافت کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہیں، جبکہ میثاق زیر مطالعہ نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر سے

میں نیا جوش و دلولہ پیدا ہوا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر موجودگی سے امیر تنظیم کا تعارف آسان ہو گیا ہے۔ پہلے کی نسبت اجتماع میں حاضری بھی زیادہ ہے۔

﴿ محترم حمزہ احمد مقامی امیر فیروز پور روڈ، حلقة لا ہور شرقی محترم رانا سہیل انجم کی وساطت سے پہلی مرتبہ اجتماع میں شریک ہوئے۔ جماعت نہم کے طالب علم ہیں۔ سالانہ اجتماع کے انتظامات اور پروگراموں سے پوری طرح مطمئن ہیں۔

﴿ محترم اتمش محمود کا تعلق حلقہ گوجرانوالہ سے ہے۔ موصوف نعیم صفر بھٹہ کے ذریعے  
بطور حبیب اجتماع میں شریک ہوئے۔ چوتھی مرتبہ سالانہ اجتماع میں شریک ہوئے۔  
دروس قرآن اور دورۃ ترجمہ قرآن کے ذریعے تنظیم سے متعارف ہوئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد  
کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل مطالعہ کر چکے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے فزیو تھراپسٹ ہیں۔

تہذیب سے فکری اور نظری وابستگی کے باوجود ابھی تک تنظیم میں شامل نہیں ہوئے۔ منظم طریقے سے تنظیمی دعوت کے انداز کو بہترین سمجھتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب میں تنظیم اسلامی میں شمولیت کے بارے میں سوچ بیمار کر رہا ہوں۔

﴿ محترم ڈاکٹر ذوالقرنین اکرم کا تعلق لاہور سے ہے۔ چھ ماہ قبل ہی تنظیم اسلامی میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے تنظیم کے فکر اور منج سے آگاہ ہوئے۔ نداء خلافت اور بیثاق کے مستقل قاری ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسمیع سے متاثر ہیں۔﴾

﴿ محترم محمد عبداللہ باسط تنظیم میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں، لاہور سے تعلق ہے۔ تنظیم کی نمایاں خوبی کے بارے میں کہا کہ تنظیم اسلامی دین پر عمل کرنے والے بامقصد لوگوں کا قافلہ ہے۔ اجتماع کے بارے میں کہا کہ تقاریر کی تعداد بہت زیادہ رہی ہے۔ جو کہ تھکا

مختارم شجاع الدین شیخ کے امیر تنظیم بننے سے رفقاء کا جذبہ اور ذوق و شوق بڑھا ہے۔  
اجتماع کی حاضری میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

﴿ مُحَترم ڈاکٹر سید اقبال حسین گزشتہ 42 سال سے تنظیم کے ہم سفر ہیں۔ مسجد شہداء لاہور میں ڈاکٹر اسرار ار ر کے درس قرآن سے متاثر ہوئے۔ بعد ازاں مسجد دار السلام میں نماز جمعہ ادا کرنے لگے۔ یوں تنظیم میں شمولیت کی راہ ہموار ہو گئی۔ لاہور سے شاہدرہ کے علاقہ میں منتقل ہوئے تو تنظیم کے نقیب، مقامی امیر، ناظم مالیات، مرکزی شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ اس وقت بھی شاہدرہ فیروز والا کی مقامی تنظیم کے مقامی امیر کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ مسجد نور الحدی میں خطاب جمعہ کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ دورہ ترجمہ قرآن میں مدرس کے فرائض بھی ادا کر جکے ہیں۔ ﴾

رحمت اللہ بٹر مرحوم اور ڈاکٹر عبدالسمیع سے متاثر ہیں۔ نداء خلافت اور بیشاق کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔

﴿ محترم اسامہ کا تعلق لاہور شرقی سے ہے۔ دوسالانہ اجتماعات میں شرکت کرچکے ہیں۔ بارڈر ایریا ”ہمیئر کربلاڈھ“ کے رہائشی ہیں۔ موصوف کے والد جناب عبداللہ اعوان تنظیمِ اسلامی لاہور کے پرانے جو شیلے اور مخلص رفیق ہیں۔ تنظیمِ اسلامی دینی جماعتوں کی فہرست میں ایک نمایاں نام ہے۔ جس میں پورے ملک سے ہر طبقہ فکر کے لوگ شامل ہیں۔ مذکورہ تعارفی تحریر سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تنظیم کی دعوت کو فروع حاصل ہو رہا ہے۔

تنتظیم کی امارت میں تبدیلی کے بعد تنظیم کی دعوت اور تعارف میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، ندائے خلافت اور بیثاق کے مطالعہ سے کچھ دوری ہے۔ تنظیم اسلامی کے نئے امیر کا سوالوں کے جوابات دینے کا انداز بہت خوب ہے، اللہ کرے زور بیان اور زیادہ۔ (آمین) دورة ترجمہ قرآن کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ بھی کبھار خطاب جمعہ کی ذمہ داری بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ کراچی کی ہر دل عزیز اور متحرک علمی اور عملی شخصیت محترم نجیب نوریڈ احمد (مرحوم) کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہیں، معمول کی تنظیمی اور دعویٰ سرگرمیوں میں شرکت کے باوجود بعض رفقاء پر غفلت و سستی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ موصوف نے بھی ”درسمیں“ کی بہتاں اور مقررین کی ”کم یابی“ کا اعتراف کیا۔

﴿ محترم عبداللہ فرخ کا تعلق کراچی سے ہے۔ پہلی دفعہ اجتماع میں شریک رہے۔ اے لیوں درجے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تنظیم کی فکر اور طریقہ کار کو سمجھ رہے ہیں۔ اجتماع میں شرکت کے تجربے سے خود کو محفوظ کر رہے ہیں۔ اجتماع میں شرکت کو ایک خوشگوار تجربہ قرار دیا۔﴾

﴿ مختارم محمد عقیل خان کا تعلق آزاد کشمیر، باغ سے ہے۔ ملتزم رفیق ہیں۔ 2012 سے تنظیم کے رفیق ہیں۔ قرآن اکیڈمی کراچی یا سین آباد سے دو سالہ رجوع ای القرآن مکمل کر چکے ہیں۔ سرکاری سکول میں استاد ہیں اور ایم فل کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں۔ ﴾

اسلام آباد، آزاد کشمیر کے رفقاء نے امیر کی قیادت میں اب زیادہ استحکام اور  
نیا جوش و خروش محسوس کر رہے ہیں۔ نے امیر کی خوبیوں کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ  
بہت زیادہ متھر ک ہیں، کھل کر بات کرتے ہیں، اپنا سیاست کا اظہار کرتے ہیں، عوامی انداز  
کے حامل ہیں۔ خونے دل نوازی کے مجسم پیکر ہیں۔ تنظیمِ اسلامی کا فکر بھی جامع ہے اور  
دعوت کا انداز اور طریقہ کار بھی منفرد ہے۔ ”جهاد“ کا بیان اور جہاد کے مراحل و لوازم کو بھی

پوری وہت سے بیان رہا ہے میں اس پہچان ہے۔

﴿ محترم و سیم احمد تنظیمِ اسلامی کے بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمد ﷺ کے دست راست جناب قمر سعید قریشی کے ذریعے تنظیم میں 1993ء میں شامل ہوئے۔ نقیب اُسرہ، مقامی امیر، ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور، نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ ”زمانہ گواہ ہے“ کے پروگرام کے اینکر پرسن اور روح روایں ہیں۔ اجتماع گاہ کے حوالے سے مختلف تھا ورز سے نوازا۔ تنظیمِ اسلامی کی سرگرمیوں کی تسلیمیں کمی کے عنصر کو دور کرنا ہے۔

﴿ محترم طاہر سلیم مغل کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔ 1994ء سے تنظیمِ اسلامی کے رفیق ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جناب شجاع الدین شیخ کی امارتِ تنظیم سے رفقاء کے دعویٰ و تنظیمی سرگردیوں



# Democratic Deficit of Self-declared Democracies

Biden's so-called Summit for Democracy, attended by the heads of the state of some 110 countries declared its purpose as: to "Defend Against Authoritarianism, Fight Corruption and Promote Human Rights." But why did Biden fail to even mention India's egregious human rights violations much less condemn them? Equally importantly why is the torture chamber at Guantanamo Bay still holding prisoners without charge or a fair and open trial for more than 10 years? Are they not human beings that have any rights? Representative Ilhan Omar, a member of Congress and woman of color received death threats but there is little or no reaction to such criminal conduct. What kind of democracy would allow that? Is it a democracy or an oligarchy? Not surprisingly, Eric Zuless, writing in Counterpunch, declared: "American democracy is a sham, no matter how much it's pumped by the oligarchs who run the country (and who control the nation's 'news' media)." He went on: "The US, in other words, is basically similar to Russia or most other dubious 'electoral' 'democratic' countries. We weren't formerly, but we clearly are now." Such repeat offenders as the Zionist entity, populated by thieves and hustlers from Europe and North America, is called the 'only democracy' in the Middle East. Presumably, this entitles the Zionist thugs to kill and maim Palestinian children and women and steal their land. According to the Israeli human rights organization, B'Tselem, "At the end of September 2020, there were 4,184 Palestinian security detainees and prisoners being held in Israel Prison Service (IPS) facilities, including 254 from the Gaza Strip. In addition, 545 Palestinians, 8 of them from the Gaza Strip, were in IPS prisons for being in Israel illegally.

The IPS classifies these Palestinians – both detainees and prisoners – criminal offenders." According to Addameer, the Palestinians' Prison Support and Human Rights Association, there are 4,550 Palestinian political prisoners languishing in Israeli jails. These include 500 administrative detainees, 170 children and 32 women. There are also eight Palestinian legislative council members held as prisoners. The 'only democracy' in the Middle East has a fine sense of democratic values! Torture is rampant and denial of basic rights including the denial of medication are common practices in Israeli prisons. Zionist occupied West Bank is dotted with military checkpoints where the humiliation of Palestinians is routine. Israel gets away with such criminal conduct because, well, it is the 'only democracy' in the Middle East! And then there is India, the self-proclaimed 'largest democracy' in the world. Indian democracy, however, no longer includes the rights of religious minorities, especially Muslims and Christians. India's 200 million Muslims have faced the wrath of Hindutva fascists that insist on turning India into an exclusivist Hindu state. The current ruling party, the Bhartiya Janata Party (BJP) has its roots in the Hindu fascist outfit, the Rashtriya Swayamsevak Sangh (RSS). Between December 17 and 19, last year, at a 'Dharma Sansad' (Religious parliament) organized at Haridwar in Uttarakhand a number of Hindu leaders openly called for the genocide of Muslims. They have made no secret of their desire to turn India into an exclusivist Hindu state. Indian Prime Minister Narendra Modi's silence makes him complicit in the call for genocide! Western media and regimes that immediately go berserk if Christians are

## ضرورت رشته

immediately go berserk if Christians are attacked in any Muslim country, there is deafening silence about Indian crimes. Why? The US considers India an important ally. "The U.S.-India partnership is founded on a shared commitment to freedom, democratic principles, equal treatment of all citizens, human rights, and the rule of law," says the State Department website. India's brutal suppression of Kashmiri aspirations predates the creation of Pakistan and India in 1947. Nearly 96,000 Kashmiris have been killed by India's 900,000 occupation forces since 1989 and more than 11,000 women have been raped. Despite such well-documented crimes, Indian officials, including Modi are welcomed in Western capitals and accorded red carpet reception.

Even the American democracy is a sham. It is evident from voter suppression in Florida in 2000 disenfranchising millions of African-Americans. Current voter-suppression laws in Georgia and Texas reconfirm this. Greg Palast has reminded us that "America has the best democracy money can buy." Let us look at the 2020 elections for president and Congress. More than \$14.4 billion were spent on these elections, the highest total since records have been kept. It was also more than double the amount spent in the 2016 election cycle. With such massive sums spent on elections, it is evident that individuals and corporations that donate large sums are able to buy candidates to do their bidding. Sheldon Adelson, the casino mogul and a notorious Zionist, before his death earlier this year, had the Republican Party in his pocket. Haim Saban, the Israeli-American, has the Democratic Party in his pocket! America indeed has the best democracy money can buy. The Zionists bought it a long time ago and that is where it stays!

**Courtesy:** Adapted from an article by Waseem Shehzad in The Truth Journal

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس آز، دوسالہ دراسات کا کورس جاری، قد 5'6، صوم و صلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑ کے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4005100

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 32 سال، تعلیم ٹینکنیکل ڈپلومہ، گورنمنٹ جاپ، کو عقد شانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا کارشنہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-4336130

☆ گجرات میں رہائش پذیر گجر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 49 سال، تعلیم بی اے، درس نظامی، برسر روزگار کے لیے، 30 سال تک کی دینی مزاج کی حامل لڑکی کا کارشنہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-5549739

☆ فیصل ناؤں لاہور میں مقیم سینئر فیق تنظیم کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیٹکل سائنس)، عمر 25 سال، شرعی پرده کی پابند کے لیے لاہور کے رہائشی، دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار نوجوان کا کارشنہ درکار ہے۔ (شادی بیاہ کی مرودج رسومات سے مکمل اجتناب کے ساتھ)۔ برائے رابطہ: 0334-9751067

## اللہ تعالیٰ مرحومین دعائی مغفرت

☆ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چھوٹے بھائی محترم وقار احمد کی الہیہ اور محترم حافظ عبداللہ محمود کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

برائے تقریت: 0300-4001093

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلستان جوہر 2 کے رفیق عقیل احمد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے ملتزم رفیق محترم محمد غلام اکبر کے والد وفات پا گئے۔

برائے تقریت: 0300-2334762

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی غربی کے نقیب غلام حسین کے والد وفات پا گئے۔

برائے تقریت: 0321-2897875

☆ حلقہ کراچی جنوبی، سوسائٹی کے ملتزم رفیق سروش گل کے والد وفات پا گئے۔

برائے تقریت: 0345-2208280

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے امیر شاہد حفیظ چودھری کی بھتیجی وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔  
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائی مغفرت کی اپیل ہے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَ ارْحَمْهُمْ وَ ادْخِلْهُمْ  
فِي رَحْمَتِكَ وَ حَسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

Weekly

**Nida-e-Khilafat**

Lahore

**ACEFYL****SUGAR FREE  
COUGH  
SYRUP**

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ثرین  
**کھانسی کا شربت**  
**شوگرفی**

میں بھی دستیاب ہے

بر قسم کی کھانسی میں  
 یکساں مفید

